ماہنامہ

انصاراللہ

تبلیغ ۱۳۸۱ ہش

فروری ۲۰۰۲ء

آسمانی بشارت

بشارت دی کہ اِک بیٹا ہے تیرا — جو ہو گا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دُور اُس مہ سے اندھیرا — دِکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِی

(از: کلام حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

ایڈیٹر

نصراللہ خاں ناصر

مجلس انصار اللہ پاکستان کی پہلی آل پاکستان علمی ریلی ۲۰۰۱ء



افتتاحی تقریب میں صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب (صدرِ مجلس) صدارت فرما رہے ہیں

مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب (نائب صدر) اور مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب (قائدِ تعلیم) صدر صاحب کے ہمراہ



افتتاحی تقریب میں سامعین اور منتظمین

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ انصاراللہ

ایڈیٹر: نصر اللہ خاں ناصر

تبلیغ ۱۳۸۱ ھش - فروری ۲۰۰۲ء

جلد نمبر ---------------------- ۴۳

شمارہ نمبر ---------------------- ۲

نائبین: پروفیسر محمد اسلم صابر، جاوید احمد جاوید، ریاض محمود باجوہ

اس شمارہ میں

پبلشر: عبدالمنان کوثر
پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصاراللہ
دارالصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)
ڈیزائن و کمپوزنگ: صداقت احمد محمود

شرح چندہ (پاکستان)
سالانہ: ---------------- ایک سو روپے
قیمت فی پرچہ: ---------------- دس روپے

اداریہ

احمدیت کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں مسیح موعودؑ کے ظہور کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''یَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ یَتَزَوَّجُ یُوْلَدُلَہٗ'' (مشکوۃ مجتبائی صفحہ ۴۸۰)

ترجمہ: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے اور شادی کریں گے اور اُن کو اولاد دی جائے گی۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مذکورہ میں محض شادی اور اولاد کی خبر نہیں بلکہ ایک ایسی شادی کا ذکر کیا گیا ہے جو بڑی عظمت اور شان کا موجب ہوگی۔ جس سے دینِ حق کی عظمت اور شوکت کو قائم کرنے والی اولاد کی خبر دی گئی تھی۔ اس طرح یہ ایک نشانِ صداقت قرار پاتا ہے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور اس پیشگوئی کی توضیح یوں فرمائی:

(ترجمہ) ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر فرمایا کہ مسیح شادی کریں گے اور اُن کے ہاں اولاد ہوگی۔ اس میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایسا نیک بیٹا عطا کرے گا جو نیکی کے لحاظ سے اپنے باپ کے مشابہ ہوگا نہ کہ مخالف اور وہ اللہ تعالیٰ کے معزز بندوں میں سے ہوگا۔'' (آئینہ کمالاتِ اسلام)

نیز اسی پیشگوئی پر بحث کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اُس کی نسل سے ایک شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا اور دینِ اسلام کی حمایت کرے گا جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں خبر آ چکی ہے۔'' (حقیقۃ الوحی)

ارشادِ نبویؐ کی اس وضاحت کے ساتھ وہ پس منظر بھی جاننا ضروری ہے جو ایک طرح سے اس پیشگوئی کا محرک ثابت ہوا چنانچہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مخالفین آپ سے آپ کی صداقت کا کوئی واضح نشان چاہتے تھے۔ اس لئے آپ نے مخالفین خصوصاً قادیان کے آریہ سماجیوں کے مطالبہ پر نشان نمائی کے لئے ہوشیار پور کا سفر اختیار کیا جہاں آپ نے ربّ کریم کے حضور دعائیں اور التجائیں کیں اور ایک نشانِ رحمت مانگا چنانچہ حضرت اقدس مسیح

موعودؑ کو مصلح موعود کے ظہور کی خبر دی گئی۔ جس کے آنے سے ایک روحانی انقلاب برپا ہونا تھا۔ شمارہ ھذا میں اس پیشگوئی کا تفصیلی ذکر موجود ہے یہاں صرف یہ امر زیرِ بحث ہے کہ یہ نشان حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور دین حق کی صداقت کا ثبوت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیے کہ یہ صرف پیشگوئی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّ شانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مُردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ واولیٰ واکمل وافضل واتم ہے۔ کیونکہ مُردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دعا کر کے ایک رُوح کو واپس منگوایا جائے۔ اور ایسا مُردہ زندہ کرنا حضرت مسیحؑ اور بعض دیگر انبیاء علیہم السلام کی نسبت بائبل میں لکھا گیا ہے۔ جس کے ثبوت میں معترضین کو کلام ہے...... مگر اس جگہ بفضلہٖ تعالیٰ واحسانہٖ وببرکتِ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم خداوندِ کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت رُوح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ (تبلیغ رسالت جلد اوّل)

حضرت اقدسؑ کی اس وضاحت سے پیشگوئی فرزندِ موعود کی عظمت دوبالا نظر آتی ہے۔ اور اس کے پورا ہونے سے دینِ حق کی سچائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض و برکت اور صداقت کا ثبوت ملتا ہے۔ مخالفین نے اس پیشگوئی کے مقابل پر یاوہ گوئی اور استہزاء اور ہر علامت کو منفی رنگ دیا۔ مگر پیشگوئی کے مطابق فرزند موعود پیدا ہوا اور معاندین کے سامنے وہ موعود نشوونما پاتا رہا جب کہ مخالفین کی جھوٹی تمنائیں پوری نہ ہوئیں یہ آسمانی بشارت یقیناً ربِّ کریم کی عظیم الشان تجلیات کا ثبوت ہے۔

محترم ثاقب زیروی صاحب ایڈیٹر ہفت روزہ ''لاہور'' کا انتقال: جیسا کہ احباب جماعت احمدیہ کو معلوم ہو چکا ہے کہ میدانِ صحافت کے بلند پایہ وجود اور ایک معروف شاعر محترم ثاقب زیروی صاحب ایڈیٹر ہفت روزہ ''لاہور'' لاہور مورخہ ۱۳ جنوری ۲۰۰۲ء بعمر ۸۴ سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باوفا اور سچے خادم تھے۔ گزشتہ نصف صدی سے زیادہ عرصہ آپ کا قلم خدمات سلسلہ احمدیہ کے لئے مدافعت کا حق ادا کرتا رہا۔ آپ نے نثر اور نظم میں اپنی تیغ قلم سے طاغوتی طاقتوں کا قلع قمع کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ ادارہ ماہنامہ انصار اللہ مرحوم کے جملہ پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے لواحقین کو صبرِ جمیل دے۔ اور آپ کی یادگار ''لاہور'' کو ظاہری اور معنوی حسن قائم رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔ جناب عبدالکریم قدسی نے کیا خوب لکھا۔

جب کبھی مل بیٹھیں گے احباب سلطان القلم — اس گھڑی پھر ذکرِ ثاقب بھی چلے گا دیر تک
خونِ دل تو نے دیا آدھی صدی ''لاہور'' کو — تیری یادوں کا چمن مہکا رہے گا دیر تک

امام الکلام

”قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان“

سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ۲۰-فروری ۱۸۸۶ء کو پیشگوئی مصلح موعود کے بارہ میں فرمایا:-

”بالہامِ اللہ تعالیٰ واعلامہٖ عزّ جلّ خدائے رحیم وکریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے جلّ شانہٗ وعزّ اسمہٗ مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا:-

’میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا-سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لُدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا-سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے-فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح و ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے-اے مظفر تجھ پر سلام! خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں، جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں-اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے، اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور پاک رسول محمد مصطفٰےؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھُلی نشانی ملے-اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے-سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا-ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا-وہ لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے-اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے-اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے اور وہ نُور اللہ ہے-مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے-اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا-وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا-وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا-وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوّری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے-وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا-اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ-فرزند دلبند گرامی ارجمند-مظہر الاوّل والآخر، مظہر الحق والعلاء کاَنّ اللہ نزل من السَّمَآء-جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا-نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا-ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا-وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رَستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی-تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا-وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا‘ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲ و تبلیغ رسالت)

کلام الامام

صاحبِ عظمت وشکوہ --- موعود فرزند

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پیشگوئی مصلح موعود کے بارہ میں فرماتے ہیں:-

''پس یہ امر خوب ذہن نشین رہے کہ محض ایک بیٹے کی ولادت کی پیشگوئی نہیں کی گئی ایک ایسے فرزند جلیل کی پیشگوئی کی گئی ہے جو عمر پانے والا ہوگا- نہایت ذکی اور فہیم ہوگا- صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا- قومیں اس سے برکت پائیں گی- وہ علوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا- کلام اللہ یعنی قرآن کریم کا نہایت گہرا فہم اس کو عطا ہوگا اور اس خداداد فہم سے کام لے کر وہ قرآن کی ایسی عظیم الشان خدمت کی توفیق پائے گا- کہ کلام اللہ کا مرتبہ دنیا پر ظاہر ہو- وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا وہ عالم کباب ہوگا یعنی اس کے دورِ حیات میں ایسی عالمگیر تباہیاں آئیں گی جو سب دنیا کو بھون کر رکھ دیں گی- وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا-

کیا یہ تمام صفات اور ان کے علاوہ اور بہت سی خصوصیات جو اس موعود بیٹے کی بیان کی گئی ہیں محض ایک کے بعد دوسرے رُونما ہونے والے اتفاق پر آس لگا کر بیان کی جاسکتی ہیں؟

وہ شخص جس کی اپنی زندگی خطرے میں ہو جس کی اپنی شہرت اور اس کے سلسلہ کی بقا دنیا کی نظر میں چند دن کا کھیل ہو- جس کے متعلق یہ دعویٰ کیا جا رہا ہو کہ خدا پر افتراء کرنے والا ہے اور اس جرم کی پاداش میں خدا کا قہری ہاتھ اسے آج یا کل اس طرح نیست و نابود کرنے والا ہے کہ صفحۂ ہستی سے ہمیشہ کے لئے اس کا نشان مٹ جائے گا- اگر وہ مردِ صادق نہ ہوتا تو کیسے ممکن تھا کہ ان حالات میں وہ ایسے عظیم الشان اور بے نظیر، صاحب عظمت وشکوہ بیٹے کی ولادت کی پیشگوئی کرنے کی جرات کرتا جس کے پورا نہ ہونے کے ظاہری امکانات پورا ہونے کے امکانات سے ہزاروں گنا بڑھ کر تھے-

اس حقیقت سے آنکھیں بند کرنا انصاف کا خون کرنا ہے کہ جس بیٹے کی ولادت کی خبر دی جارہی ہے وہ ہزاروں میں سے ایک- نہیں لاکھوں میں سے ایک نہیں- کروڑوں اور اربوں میں سے ایک ہے-

صرف یہی نہیں کہ مجموعی طور پر اس پیشگوئی کو پورا کر دکھانا کسی انسان کے بس کی بات نہیں بلکہ اس پیشگوئی کے بہت سے اجزاء ایسے ہیں جن میں سے کسی ایک کو پورا کرنے کی بھی کسی انسان کو قدرت نہیں-''

(سیرت فضلِ عمر جلد دوم صفحہ ۹۴-۹۵)

عربی منظوم کلام

اَللّٰہُ مَوْلٰنَا وَکَافِلُ اَمْرِنَا فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا وَ بَعْدَ فَنَاءِ

خدا ہمارا مولیٰ ہے اور ہمارے کام کا متکفل ہے اس دنیا میں بھی اور فنا کے بعد بھی

لَوْلَا عِنَایَتُہٗ بِزَمَنِ تَطَلُّبِیْ کَادَتْ تُعَفِّیْنِیْ سُیُوْلُ بُکَاءِ

اگر میری جستجوئے پیہم کے دور میں اس کی عنائت نہ ہوتی تو قریب تھا کہ آہ وزاری کے سیلاب مجھے نابود کر دیتے

بُشْرٰی لَنَا اِنَّا وَ جَدْنَا مُوْنِسًا رَبًّا رَّحِیْمًا کَاشِفَ الْغُمَّاءِ

ہمارے لئے خوشخبری ہے کہ ہم نے مونس وغم خوار پالیا ہے جو رب رحیم ہے اور غم ومصیبت کا دور کرنے والا ہے

اُعْطِیْتُ مِنْ اِلْفٍ مَعَارِفَ لُبَّھَا اُنْزِلْتُ مِنْ حِبٍّ بِدَارِ ضِیَاءِ

مجھے محبوب کی طرف سے معارف کا مغز عطاء کیا گیا ہے اور میں اپنے محبوب کی طرف سے روشنی کی جگہ اتارا گیا ہوں

نَتْلُوْ ضِیَاءَ الْحَقِّ عِنْدَ وُضُوْحِہٖ لَسْنَا بِمُبْتَاعِ الدُّجٰی بِبَرَاءِ

ہم حق کی روشنی کی اس کے ظاہر ہوتے ہی پیروی کرتے ہیں - چاند طلوع ہو جانے کے بعد ہم تاریکی کے خریدار نہیں

غَلَبَتْ عَلٰی نَفْسِیْ مَحَبَّةُ وَجْھِہٖ حَتّٰی رَمَیْتُ النَّفْسَ بِالْاِلْغَاءِ

میرے نفس پر اس کی ذات کی محبت غالب ہوئی یہاں تک کہ میں نے نفس کو بیکار کر کے نکال پھینکا

لَمَّارَئَیْتُ النَّفْسَ سَدَّتْ مُھْجَتِیْ اَلْقَیْتُھَا کَالْمَیْتِ فِی الْبَیْدَاءِ

اور جب میں نے دیکھا کہ نفس میری روح کی راہ میں روک ہے تو میں نے اسے اس طرح پھینک دیا جیسے کہ مردار بیابان میں

اَللّٰہُ کَھْفُ الْاَرْضِ وَالْخَضْرَاءِ رَبٌّ رَّحِیْمٌ مَّلْجَاَ الْاَشْیَاءِ

اللہ ہی پناہ ہے زمین اور آسمان کی - اور وہ رب رحیم ہے اور سب چیزوں کی جائے پناہ

(انجام آتھم - روحانی خزائن جلد ۷)

فارسی منظوم کلام

○

آں خردمندیکہ اُو دیوانہ ات شمعِ بزم است آنکہ اُو پروانہ ات

وہ عقل مند ہے جو ترا دیوانہ ہے اور وہ شمعِ بزم ہے جو تیرا پروانہ ہے

ہر کہ عشقت در دل و جانش فتد ناگہاں جانے در ایمانش فتد

ہر وہ شخص جس کے جان و دل میں تیرا عشق داخل ہو جائے۔ تو اس کے ایمان میں فوراً جان پڑ جاتی ہے

عشقِ تو گردد عیاں بر رُوئے اُو بُوئے تو آید زِ بام و کُوئے اُو

تیرا عشق اس کے چہرہ پر ظاہر ہو جاتا ہے اور اس کے مکان اور کوچہ سے تیری خوشبو آتی ہے

صد ہزاراں نعمتش بخشی زِ جُود مہر و مہ را پیشش آری در سجود

تو اس کو اپنے کرم سے لاکھوں نعمتیں بخشتا ہے سورج اور چاند کو اس کے سامنے سجدہ کرواتا ہے

خود نشینی ازپئے تائید اُو رُوئے تو یاد اوفتد از دید اُو

تو اس کی نصرت کے لئے خود تیار ہو جاتا ہے اور اس کے دیدار سے تیرا چہرہ یاد آتا ہے

بس نمایاں کارہا کاندر جہاں مے نمائی بہرِ اکرامش عیاں

اس جہان میں بہت سے نمایاں کام تو اس کی عزت و عظمت کے لئے ظاہر کرتا ہے

خود کُنی و خود کنانی کار را! خود دہی رونق تو آں بازار را

تو آپ ہی کام کرتا ہے اور آپ ہی کرواتا ہے اور آپ ہی اس بازار کو رونق دیتا ہے

خاک را در یکدمے چیزے کُنی کز ظہورش خلق گیرد روشنی

مٹی کو تو یک دم ایک قیمتی چیز بنا دیتا ہے۔ تو اسے زمینی سے آسمانی بنا دیتا ہے

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن ۱ صفحہ ۶۲۶-۶۲۷)

حسن کارکردگی مجالس انصار اللہ پاکستان

سال ۲۰۰۱ء/۱۳۸۰ہش میں زعماء اعلیٰ اور زعماء مقامی مجالس انصار اللہ پاکستان میں کارکردگی کے لحاظ سے علم انعامی کی حقدار اور پہلی دس مجالس کی فہرست حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں منظوری کے لئے بھجوائی گئی تھی۔

جسے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منظور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب مجالس کے لئے یہ اعزاز مبارک فرمائے۔ آمین

۱۔	مجلس انصار اللہ دارالسلام لاہور	اول اور علم انعامی کی حقدار
۲۔	مجلس انصار اللہ ٹاؤن شپ لاہور	دوم
۳۔	مجلس انصار اللہ بیت الاحد لاہور	سوم
۴۔	مجلس انصار اللہ دارالذکر فیصل آباد	چہارم
۵۔	مجلس انصار اللہ محمود آباد کراچی	پنجم
۶۔	مجلس انصار اللہ شاہدرہ فیکٹری ایریا لاہور	ششم
۷۔	مجلس انصار اللہ دارالحمد فیصل آباد	ہفتم
۸۔	مجلس انصار اللہ ماڈل کالونی کراچی	ہشتم
۹۔	مجلس انصار اللہ ڈرگ روڈ کراچی	نہم
۱۰۔	مجلس انصار اللہ بیت التوحید لاہور	دہم

حسن کارکردگی ناظمین اضلاع مجالس انصار اللہ پاکستان

سال ۲۰۰۱ء/۱۳۸۰ہش میں ناظمین اضلاع مجالس انصار اللہ پاکستان میں حسن کارکردگی کے لحاظ سے مندرجہ ذیل ناظمین اضلاع اسناد خوشنودی کے حقدار قرار پائے۔

ان کے نام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں منظوری کے لئے پیش کئے گئے جو حضور نے منظور فرمائے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان سب کے لئے یہ اعزاز مبارک فرمائے۔ آمین۔

۱۔	نظامت ضلع لاہور	اول	ناظم ضلع مکرم طاہر احمد ملک صاحب
۲۔	نظامت ضلع اسلام آباد	دوم	ناظم ضلع مکرم چوہدری عبدالواحد ورک صاحب
۳۔	نظامت ضلع ڈیرہ غازی خان	سوم	ناظم ضلع مکرم عبدالقدیر طاہر صاحب

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ پاکستان)

حضرت مصلح موعود......کا پاکیزہ بچپن

تقویٰ شعاری، اطاعت اور رفعتوں پر رواں دواں وجود

از: ایڈیٹر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح کے بارہ میں خبر دی تھی یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُلَہٗ (مشکٰوۃ) کہ وہ شادی کرے گا اور اس کے ہاں اولاد پیدا ہوگی۔ حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی بڑی عظمت و شوکت کی حامل ہے کہ اس میں حضرت مسیح موعودؑ کے مشابہ دینِ حق کو غیر معمولی ترقیات سے ہمکنار کرنے والی مبارک اولاد کا ذکر ہے۔ اور اس شان کی حامل اولاد کی خبر خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا بیّن ثبوت ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آسمانی نوشتوں کے مطابق ایک ''رحمت کے نشان'' اور پسر موعود کے ظہور کی خبر دی۔ جس کے بعض پہلوؤں کا ذکر کرنا مقصود ہے اور اس ضمن میں فرزند موعود یعنی مصلح موعود کے ''بچپن کے چند واقعات'' دیئے جا رہے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ''ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات'' آپ کا بچپن تھا۔ گویا کہ ایک عظیم انسان کا بچپن بھی عظیم تھا۔

○ حضرت مصلح موعود...... کے استاد اور رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مولانا شیر علی...... آپ کی بچپن کی تقویٰ شعاری اور اطاعت کے متعلق بیان کرتے ہیں:۔

''میں نے بچپن سے ہی حضور میں سوائے اوصافِ حمیدہ اور خصائلِ محمودہ کے کچھ نہیں دیکھا۔ ابتداء میں ہی آپ میں نیکی کے انوار اور تقویٰ کے آثار پائے جاتے تھے جو آپ کی عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ اور زیادہ نمایاں ہوتے گئے ممکن ہے کہ کوئی شخص میرے اس بیان کو خوش اعتقادی پر محمول کرے اس لئے میں آپ کے بچپن کی ایک بات کا ذکر کرتا ہوں جس سے ناظرین خود حقیقت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ آپ کو بچپن میں حضرت مسیح موعودؑ نے ہدایت فرمائی تھی کہ کسی کے ہاتھ سے کوئی کھانے کی چیز نہ لینا۔ یہ ایک ہدایت تھی جو حضرت اقدسؑ نے اپنے بچہ کو دی۔ اب دیکھئے کہ وہ خورد سال بچہ حضرت اقدسؑ کی اس ہدایت کی کس طرح تعمیل کرتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بندہ کے پاس پڑھنے کے لئے تشریف لاتے اور جب کبھی آپ کو پیاس لگتی تو آپ اٹھ کر اپنے گھر تشریف لے جاتے اور اپنے گھر سے پانی پی کر پھر واپس تشریف لاتے۔ خواہ کیسا ہی مصفّا پانی کیسے ہی صاف ستھرے برتن میں آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا آپ اسے نہ پیتے صرف اس لئے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی طرف سے آپ کو ہدایت تھی کہ کسی کے ہاتھ سے کوئی کھانے پینے کی چیز نہ لینا۔ اب بظاہر تو یہ ایک چھوٹی سی بات معلوم ہوتی ہے، لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ ایک چھوٹا سا آئینہ ہے جس میں ہمیں حضور کی اس وقت کی شکل صحیح رنگ میں نظر آ سکتی ہے۔

اول دیکھئے کہ حضور اس بچپن کے زمانہ میں بھی حضرت مسیح موعودؑ کی کیسی کامل اطاعت کرتے اور کبھی بھی اس کی خلاف ورزی نہ کرتے - دوسرے دیکھئے کہ وہ اس اطاعت میں کس درجہ کی احتیاط سے کام لیتے - بظاہر حضرت اقدسؑ نے جب فرمایا کہ کسی کے ہاتھ سے کھانے پینے کی چیز نہ لینا تو حضرت اقدسؑ کی مراد ایسی چیزوں سے تھی جو لوگ بچوں کو اپنی محبت اور پیار کے اظہار کے لئے دیتے ہیں جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہ مطلب ہرگز نہیں تھا کہ کسی کے برتن سے پانی بھی نہ پینا - مگر آپ کی احتیاط اس درجہ کی تھی کہ آپ اپنے گھر کے سوا قادیان میں کسی اور گھر سے - کسی گھڑے یا صراحی سے پانی لے کر پینا بھی حضرت اقدسؑ کے حکم کی خلاف ورزی ہی سمجھتے تھے - یہی حد درجہ کی احتیاط ہے جسے دوسرے لفظوں میں تقویٰ کہتے ہیں - پس آپ کے اسی عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ بچپن میں ہی اطاعت اور تقویٰ کی باریک راہوں پر گامزن تھے - اور یہی بیج تھا جو آپ کی عمر کے ساتھ ساتھ ترقی کرتا گیا اور زیادہ واضح اور زیادہ نمایاں شکل میں کمال کے آخری مرتبہ تک پہنچ گیا - یہ پانی کا واقعہ ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ ہوا اور حضور ہمیشہ اطاعت پر مضبوطی سے قائم رہے -'' (الفضل قادیان ۵ نومبر ۱۹۲۸ء)

○ اسی طرح حضرت مفتی محمد صادق صاحب ...... بھی جو آپ کے بچپن کے اساتذہ میں سے تھے - اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں :-

''چونکہ عاجز نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت ۱۸۹۰ء کے آخیر میں کر لی تھی اور اس وقت سے ہمیشہ آمد و رفت کا سلسلہ متواتر جاری رہا - میں حضرت اولوالعزم مرزا بشیر الدین محمود احمد ...... کو ان کے بچپن سے دیکھ رہا ہوں کہ کس طرح ہمیشہ ان کی عادت حیا اور شرافت اور صداقت اور دین کی طرف متوجہ ہونے کی تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دینی کاموں میں بچپن سے ہی ان کو شوق تھا - نمازوں میں اکثر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ...... جاتے اور خطبہ سنتے - ایک دفعہ مجھے یاد ہے جب آپ کی عمر دس سال کے قریب ہوگی آپ ...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ نماز میں کھڑے تھے اور پھر سجدہ میں بہت رو رہے تھے ....'' (الفضل قادیان ۲۰ جنوری ۱۹۲۸ء)

○ علمی اور روحانی ترقی کی طرف آپ رواں دواں تھے - حضرت مولانا شیر علی ...... فرماتے ہیں :

''...... حضور کا سارا بڑھنا اور پھولنا اور بابرگ و بار ہونا میری آنکھوں کے سامنے ہوا - آپ ایک نازک پتیوں والے چھوٹے پودے کی طرح تھے جب کہ میں نے پہلی دفعہ حضور کو دیکھا اور یہ پودا میرے دیکھتے دیکھتے جلد جلد بڑھا اور پھول پھل لایا اور وہ حیرت انگیز ترقی کی جس کو دیکھ کر آنکھیں چندھیا جاتیں اور عقل دنگ ہو جاتی ہے اگر کوئی قابل انشاء پرداز ہوتو وہ شاید اس حیرت انگیز ترقی کا نقشہ کھینچنے کی کچھ کوشش کرتا لیکن میں تو اس سے زیادہ نہیں کر سکتا کہ اس بات کی شہادت دوں کہ جو کچھ خدا تعالیٰ کے پاک کلام میں آپ کی نسبت پہلے سے خبر دی گئی تھی اس کو میں نے اپنی آنکھوں سے لفظ بلفظ پورا ہوتے دیکھ لیا ....'' (ایضاً)

○ آپ اپنے بزرگ استاد حضرت الحاج حکیم مولوی نور الدین ...... کے طریق تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

''مجھے سب سے بڑی تعلیم جو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل...... نے دی وہ یہی تھی کہ جب میں پڑھتے ہوئے کوئی سوال کرتا تو آپ فرماتے میاں آگے چلو۔ اس سوال کے متعلق گھر جا کر خود سوچنا۔''

(الموعود۔ تقریر المصلح الموعود جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء)

○ ایک دفعہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''جب میں کچھ پوچھنا چاہتا تو آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الاول...... ناقل) فرماتے ۔ میاں! گھر جا کر سوچ لینا۔ دوسرے پڑھنے والوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے اگر میں کوئی سوال کرتا تو فرماتے ۔ میاں! اُٹھو اِدھر آ بیٹھو۔''

(الفضل ۳۔ نومبر ۱۹۵۴ء)

○ جلسہ سالانہ ۱۹۰۷ء کے موقع پر حضرت مصلح موعود...... نے تقریر فرمائی ۔ جب کہ یہ آپ کا بچپن ہی تھا اس موقع پر سامعین کی جو کیفیت تھی اس کا کچھ اندازہ حضرت مسیح موعودؑ کے جلیل القدر رفیق اور قادر الکلام شاعر حضرت قاضی محمد ظہور الدین اکمل...... کے ان الفاظ سے ہوسکتا ہے :۔

''بُرجِ نبوت کا روشن ستارہ' اوجِ رسالت کا درخشندہ گوہر محمود سلمہ اللہ الودود...... تقریر کرنے کیلئے کھڑا ہوا' میں ان کی تقریر خاص توجہ سے سنتا رہا ۔ کیا بتاؤں، فصاحت کا ایک سیلاب تھا جو پورے زور سے بہہ رہا تھا ۔ واقعی اتنی چھوٹی سی عمر میں خیالات کی پختگی اعجاز سے کم نہیں! میرے خیال میں یہ بھی حضور علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان ہے اور اسی سے ظاہر ہوسکتا ہے کہ مسیحیت مآب کی تربیت کا جوہر کس درجہ کمال پر پہنچا ہوا ہے ۔ آپ نے روحانی کمالات پر عجیب طرز سے بحث کی۔''

(الحکم ۱۰۔ جنوری ۱۹۰۷ء)

○ حضرت خلیفہ اوّل...... کو آپ سے بہت ہی بلند توقعات تھیں اور انہی توقعات کی کسوٹی پر آپ کو پرکھتے تھے ۔ حضرت مصلح موعود...... فرماتے ہیں :۔

''مجھے خوب یاد ہے ۔ میں نے سب سے پہلا مضمون جب تشحیذ الاذہان میں لکھا تو اس کی بڑی تعریف ہوئی ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اسے پسند فرمایا ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول ...... نے خود کئی لوگوں کو دکھایا ۔ مگر مجھے فرمانے لگے' کبھی تم نے سنا ہے لوگ کہا کرتے ہیں ۔ 'اونٹ چالی تے ٹوڈا بتالی' ۔ پھر فرمانے لگے' اس کا کیا مطلب ہے؟ میں نے عرض کیا مجھے تو پتہ نہیں ٹوڈا کیا ہوتا ہے ۔ فرمانے لگے' کسی نے اونٹ والے سے پوچھا تھا ۔ اونٹ بیچتے ہو؟ اس کی کیا قیمت لوگے؟ اس نے کہا اُونٹ کے تو میں چالیس روپے لوں گا مگر اُونٹ کے بچے کے بیالیس ۔ اس نے کہا یہ کیوں؟ بیچنے والا کہنے لگا اس لئے کہ یہ اونٹ بھی ہے اور اُونٹ کا بچہ بھی ہے ۔ پھر فرمانے لگے ہم تمہارے باپ کے مضامین دیکھتے رہتے ہیں ۔ ابھی تک تمہارا یہ مضمون حضرت کے مقابل کا مضمون نہیں ۔ ہمیں تو تب خوشی ہو کہ ان سے بھی اعلیٰ لکھو۔ ......''

(الفضل ۲۶ فروری ۱۹۵۳ء)

○ آپ کی اپنی سرگرمیاں غیر معمولی تھیں۔ ذہنی اور علمی نشوونما کے اس دور میں یہ تاثر نمایاں تھا چنانچہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے دینی جوش اور جذبہ کو محسوس فرمایا تھا۔ حضرت اقدسؑ نے ایک مرتبہ فرمایا:

''میاں محمود میں اس قدر دینی جوش پایا جاتا ہے کہ میں بعض اوقات اُن کے لئے خاص طور پر دعا کرتا ہوں۔''

(الحکم قادیان جوبلی نمبر ۱۹۳۹ء)

○ حضرت مصلح موعود...... بچوں کے ساتھ اپنی ہمدردی اور محبت کا ذکر یوں فرماتے ہیں:۔

''ایک دفعہ بچپن کے ایام میں میں گھوڑے پر سوار ہُوا۔ گھوڑا تھا منہ زور قصبہ سے باہر نکلتے ہی وہ بے لگام ہو گیا۔ میں نے ہر چند اسے روکنے کی کوشش کی مگر وہ نہ رُکا۔ اس حالت میں موضع بسرانواں کے قریب پہنچ گیا۔ جہاں میں نے دیکھا کہ گھوڑا جس رُخ جا رہا ہے۔ اس کے سامنے ایک غیر آباد بغیر منڈیر کے کنواں ہے۔ اور اس کے پاس ہی دو چار قدم کے فاصلے پر چند بچے کھیل رہے ہیں۔ اس وقت میں نے سوچا اگر اپنی جان بچانے کی کوشش کرتا ہوں اور بچوں کی طرف گھوڑے کا رُخ کرتا ہوں تو میری ایک جان کے بدلے کئی جانیں (بچے) ضائع ہونے کا خطرہ ہے اور اگر ان کو بچاتا ہوں۔ تو دوسری طرف کنواں ہے۔ جس میں گھوڑے کے گرنے کی وجہ سے اپنی جان جانے کا ڈر ہے۔ اس وقت میں نے یہی فیصلہ کیا کہ میرا اخلاقی فرض ہے کہ میں اپنی جان کی پرواہ نہ کروں۔ چنانچہ میں نے گھوڑے کو سیدھا جانے دیا۔ خدا کی شان' گھوڑا سرپٹ دوڑ رہا تھا۔ عین کنوئیں کی منڈیر کے پاس پہنچ کر یکدم رک گیا۔''

(الفضل قادیان ۴ مارچ ۱۹۲۷ء)

○ حضرت مصلح موعود...... کے زُہد و تقویٰ، سادگی اور خوش خلقی کا گہرا اثر زمانہ بچپن اور نوخیز جوانی میں بڑا نمایاں تھا۔ مارچ ۱۹۱۳ء میں ایک غیر احمدی صحافی محمد اسلم صاحب امرتسر سے قادیان آئے اور چند دن قیام کرکے واپس چلے گئے۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کا نہایت قریب سے مطالعہ کرنے کے بعد اپنے تاثرات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

''(حضرت) صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سے بھی مل کر ہمیں از حد مسرت ہوئی۔ صاحبزادہ صاحب نہایت ہی خلیق اور سادگی پسند انسان ہیں۔ علاوہ خوش خلقی کے کہیں بڑی حد تک معاملہ فہم و مدبّر بھی ہیں۔ علاوہ دیگر باتوں کے جو گفتگو صاحبزادہ صاحب موصوف اور میرے درمیان ہندوستان کے مستقبل پر ہوئی' اس کے متعلق صاحبزادہ صاحب نے جو رائے اقوام عالم کے زمانہ ماضی کے واقعات کی بنا پر ظاہر فرمائی، وہ نہایت ہی زبردست مدبّرانہ پہلو لئے ہوئے تھی۔ صاحبزادہ صاحب نے مجھ سے از راہ نوازش بہت کچھ مخلصانہ پیرایہ میں یہ خواہش ظاہر فرمائی کہ کم از کم ایک ہفتہ قادیان میں رہوں۔ اگر بوجوہ چند در چند میں ان کے ارشاد کی تعمیل سے قاصر رہا۔ مگر صاحبزادہ صاحب کی اس بلند نظرانہ مہربانی و شفقت کا از حد مشکور ہوں۔ صاحبزادہ صاحب کا زُہد و تقویٰ اور ان کی وُسعتِ خیالانہ، سادگی ہمیشہ یاد رہے گی''

(الحکم جوبلی نمبر دسمبر ۱۹۳۹ء)

حُسن و احسانت نے دارد نظیر رُوکش مہر درخشانی تُوئی

''فتح وظفر کی کلید تجھے ملتی ہے''

پیشگوئی مصلح موعود کے ظہور کا ایک پہلو -- چند پُر شوکت ارشادات

ترتیب: مکرم احمد طاہر صاحب مرزا بد وملہوی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں بیان فرماتے ہیں:-

''فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے- اور فتح وظفر کی کلید تجھے ملتی ہے''

پیشگوئی مصلح موعود میں جو علامات بیان کی گئی ہیں- ان کا اطلاق براہ راست تو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی...... کے وجود پر ہوتا ہے- مگر اس کی بعض علامتیں بعد میں آنے والے وجودوں پر بھی پوری ہوتی ہیں-

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود...... نے ان علامات کی تصریحات کرتے ہوئے بعض مقامات پر فرمایا ہے کہ فتح وظفر کی آسمانی تائیدات، اشاعت وغلبہ دینِ حق ایک زمانہ پر ممتد ہے اور یہ علامات پوری ہوتی رہیں- اس کا مختصراً تذکرہ درج ذیل ہے:-

خدا تعالیٰ کا فیصلہ: سیدنا حضرت مصلح موعود...... نے ۱۹۴۵ء کے جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

''جو کچھ میں کہتا ہوں (اور میں وہی کچھ کہتا ہوں جو خدا نے مجھے کہا) وہ یہ ہے کہ میرے آخری سانس تک خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کیلئے غلبہ اور ترقی اور کامیابی ہی مقدر ہے اور کوئی اس الٰہی تقدیر کو بدلنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا- اس بات پر خواہ کوئی ناراض ہو شور مچائے، گالیاں دے یا برا بھلا کہے- اس سے خدائی فیصلہ میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا- یہ تقدیر مبرم ہے- جس کا خدا آسمان پر فیصلہ کر چلا ہے کہ وہ میری زندگی کے آخری لمحات اور میرے جسم کے آخری سانس تک جماعت کا قدم ترقی کی طرف بڑھاتا چلا جائے گا- جس طرح خدا کی بادشاہت کو کوئی بدل نہیں سکتا اسی طرح خدا تعالیٰ کے کلام اور اس کے وعدہ کو بھی کوئی شخص بدلنے کی طاقت نہیں رکھتا- یہ زمین وآسمان کے خدا کا وعدہ ہے-''

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۲ جنوری ۱۹۶۰ء صفحہ ۱۰)

جماعت احمدیہ کی ترقی: سیدنا حضرت مصلح موعود...... نے ۲۰ فروری ۱۹۴۴ء بمقام ہوشیار پور ایک عظیم الشان جلسہ میں اپنے ''مصلح موعود'' ہونے کا تاریخی اور پُر شوکت اعلان فرمایا اس خطاب میں جماعت احمدیہ کے مستقبل کے بارہ میں آپ نے فرمایا:

''میں آسمان کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں- زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں- ہوشیار پور کی ایک ایک اینٹ کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں

کہ یہ سلسلہ دنیا میں پھیل کر رہے گا۔ حکومتیں اگر اس کے مقابلہ پر کھڑی ہوں گی تو مٹ جائیں گی۔ بادشاہتیں کھڑی ہوں گی تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گی۔ لوگوں کے دل سخت ہوں گے تو فرشتے ان کو اپنے ہاتھ سے ملیں گے۔ یہاں تک کہ وہ نرم ہو جائیں گے اور ان کے لئے احمدیت میں داخل ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہے گا'' (روزنامہ الفضل قادیان ۲۴ فروری ۱۹۴۴ء صفحہ ۲)

دینِ حق کی عزت: سیدنا حضرت المصلح الموعود...... نے ۲۸ دسمبر ۱۹۴۴ء کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر عظیم الشان انکشاف فرمایا کہ:

''دنیا زور لگالے وہ اپنی تمام طاقتوں اور جمعیتوں کو اکٹھا کر لے۔ عیسائی بادشاہ بھی اور ان کی حکومتیں بھی مل جائیں۔ یورپ بھی اور امریکہ بھی اکٹھا ہو جائے، دنیا کی تمام بڑی بڑی مالدار اور طاقت ور قومیں اکٹھی ہو جائیں اور مجھے اس مقصد میں ناکام کرنے کے لئے متحد ہو جائیں۔ پھر بھی میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گے اور خدا میری دعاؤں اور تدابیر کے سامنے ان کے تمام منصوبوں اور مکروں اور فریبوں کو ملیا میٹ کر دے گا اور خدا میرے ذریعے یا میرے شاگردوں اور اتباع کے ذریعہ سے اس پیشگوئی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے طفیل اور صدقے (دین حق) کی عزت کو قائم کرے گا اور اس وقت تک دنیا کو نہیں چھوڑے گا جب تک (دین حق) پھر اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا میں قائم نہ ہو جائے۔ اور جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر دنیا کا زندہ نبی نہ تسلیم کر لیا جائے...... اور میں کامل یقین رکھتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور (دین حق) کی عزت کے قیام میں اور دوبارہ...... اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے اور مسیحیت کے کچلنے میں میرے گزشتہ یا آئندہ کاموں کا انشاء اللہ بہت کچھ حصہ ہوگا اور وہ ایڑیاں جو شیطان کا سر کچلیں گی اور مسیحیت کا خاتمہ کریں گی ان میں سے ایک ایڑی میری بھی ہوگی۔ انشاء اللہ'' (''الموعود'' صفحہ ۲۱۰ تا ۲۱۳ الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ۔ ربوہ)

مستقبل کی تاریخ: سیدنا حضرت مصلح موعود...... نے ۲۸ دسمبر ۱۹۶۱ء جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر ایک انقلاب انگیز خطاب فرمایا جس میں جو فرمودات آپ نے بیان فرمائے۔ انہیں موجودہ وقت کے تناظر میں دیکھ کر لطف آتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:

''میں اُسی خدا کے فضلوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ میرا نام ہمیشہ دنیا میں قائم رہے گا۔ اور گو میں مر جاؤں مگر میرا نام کبھی نہیں مٹے گا یہ خدا کا فیصلہ ہے جو آسمان پر ہو چکا ہے۔ کہ وہ میرے نام اور میرے کام کو دنیا میں قائم رکھے گا۔ اور ہر شخص جو میرے مقابلہ میں کھڑا ہوگا وہ خدا کے فضل سے دنیا میں ناکام رہے گا۔ دنیا میں جھوٹ دیر تک قائم نہیں رہ سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب مبعوث ہوئے تو دنیا نے آپ پر اعتراضات کئے اور کہا کہ یہ جھوٹا ہے، فریبی ہے، مکار ہے، ضال ہے، دجال ہے اور اس نے کوشش کی کہ آپ کے نام کو مٹا دے۔ مگر ستر اسی سال کے بعد اس نے دیکھ

لیا کہ جس کے نام کو مٹانے کے لئے اس نے اپنی انتہائی کوششیں صرف کر دی تھیں اس کا نام اکناف عالم میں پھیل گیا اور ہر دن جو چڑھتا ہے وہ آپ کے نام کو اور زیادہ روشن کر دیتا ہے...... بہرحال دنیا کی کسی بڑی سے بڑی طاقت کے بھی اختیار میں نہیں کہ وہ میرا نام اسلام کی تاریخ کے صفحات سے مٹا سکے۔ آج نہیں آج سے چالیس پچاس بلکہ سو سال بعد کی تاریخ اس بات کا فیصلہ کرے گی۔ کہ میں نے جو کچھ کہا تھا۔ وہ صحیح کہا تھا یا غلط۔ میں بیشک اس وقت موجود نہیں ہوں گا۔ مگر جب (دینِ حق) کی اشاعت کی تاریخ لکھی جائے گی۔ تو مسلمان مورخ اس بات پر مجبور ہوگا کہ وہ اس تاریخ میں میرا ذکر کرے......

مجھے تو میرے خدا نے اس وقت جب کہ خلافت کا سوال تک بھی نہیں تھا۔ اور جب کہ قریباً پندرہ سولہ سال کا تھا الہام کے ذریعے بتا دیا تھا کہ ان الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ یعنی وہ جو تیرے متبع ہیں وہ نہ ماننے والوں پر قیامت تک غالب رہیں گے'' پس یہ صرف آج کی بات نہیں بلکہ جو شخص بھی میری بیعت کا سچا اقرار کرے گا۔ وہ خدا کے فضل سے قیامت تک میرے نہ ماننے والوں پر غالب رہے گا۔ یہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی ہے جو پوری ہوئی اور ہوتی رہے گی۔ زمانہ بدل جائے گا۔ حالات بدل جائیں گے۔ حکومتیں بدل جائیں گی اور میں بھی اپنے وقت پر وفات پا کر اپنے خدا کے حضور حاضر ہو جاؤں گا۔ مگر خدا تعالیٰ کی یہ بتلائی ہوئی بات کبھی نہیں بدلے گی۔ کہ میرے ماننے والے ہمیشہ نہ ماننے والوں پر غالب رہیں گے''　(تقریر دسمبر ۱۹۶۱ء بحوالہ ٹریکٹ ''روح پرور خطاب'' شائع کردہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ)

عصر یوم الفرقان: سیدنا حضرت المصلح الموعود...... سورہ الفجر آیت والیل اذا یسر کی تفسیر میں موجودہ وقت کی ایک پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس حصہ آیت میں پھر ایک اور صدی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جو دس تاریک راتوں کے بعد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے معابعد (دین) کی ترقی نہ ہوگی وہ فجر تو ان کے بعد ظاہر ہو جائے گی...... مگر ابھی رات نہ جائے گی بلکہ ایک صدی کا ابھی وقفہ ہوگا۔ اب اگر ۱۸۹۰ء کو فجر لے لو تو یہ صدی ۱۹۹۰ء تک چلتی ہے...... چونکہ ابھی یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اس لئے جتنے نقطہ ہائے نگاہ سے بھی تعین کی جا سکے ہمیں اُن سب کو مدنظر رکھنا چاہیئے...... اس عرصہ میں یقیناً دوبارہ اللہ تعالیٰ کے کسی جلوہ کے ساتھ یوم الفرقان ظاہر ہوگا۔ اور کسی خاص نشان کے ذریعے احمدیت کو تقویت حاصل ہوگی۔''

(تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ ۵۲۹)

احمدیت کا پرچم: احمدیت کا پرچم انتہائی بلندیوں پر اڑتا ہوا دکھائی دے گا۔ سیدنا حضرت المصلح الموعود...... اپنے خطاب ''الموعود'' میں ایک خوشخبری کا ذکر کرتے ہیں جس کا آج بہر طور ظہور ہو رہا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''میں اس سچائی کو نہایت کھلے طور پر ساری دنیا کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ یہ آواز وہ ہے جو زمین و آسمان کے خدا کی آواز ہے یہ مشیئت وہ ہے جو زمین و آسمان کے خدا کی مشیئت ہے۔ یہ سچائی نہیں ٹلے گی نہیں ٹلے گی اور نہیں ٹلے گی۔ اسلام دنیا

پر غالب آ کر رہے گا۔ مسیحیت دنیا میں مغلوب ہو کر رہے گی۔ اب کوئی سہارا نہیں جو عیسائیت کو...... بچا سکے۔ خدا میرے ہاتھ سے اس کو شکست دے گا۔ اور یا تو میری زندگی میں ہی اس کو اسطرح کچل کر رکھ دے گا۔ کہ وہ سر اٹھانے کی بھی تاب نہ رکھے گی۔ اور یا پھر میرے بوئے بیج سے وہ درخت پیدا ہو گا جس کے سامنے عیسائیت ایک خشک جھاڑی کی طرح مرجھا کر رہ جائے گی اور دنیا میں چاروں طرف (دینِ حق) کا جھنڈا انتہائی بلندیوں پر اڑتا ہوا دکھائی دے گا۔'' (الموعود صفحہ ۲۱۴-۲۱۳)

طلوع صبح صادق اور عالمگیر انذار: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمۃ اللہ تعالیٰ نے سفر یورپ کے موقع پر ایک خطاب میں فرمایا:

''شائد آپ اسے ایک افسانہ سمجھیں مگر وہ جو اس تیسری عالمگیر تباہی سے بچ نکلیں گے اور زندہ رہیں گے وہ دیکھیں گے کہ یہ خدا کی باتیں ہیں اور اس قادر وتوانا کی باتیں ہمیشہ پوری ہی ہوتی ہیں۔ کوئی طاقت انہیں روک نہیں سکتی۔ پس تیسری عالمگیر تباہی کی انتہاء (دین حق) کے عالمگیر غلبہ اور اقتدار کی ابتدا ہوگی۔ اور اس کے بعد بڑی سرعت کے ساتھ (دین حق) ساری دنیا میں پھیلنا شروع ہو گا...... اور لوگ بڑی تعداد میں (دین حق) قبول کریں گے...... یہ بھی یاد رہے کہ (دین حق) کے غلبہ اور...... صبح صادق کے طلوع کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ گو ابھی دھندلے ہیں۔ لیکن اب بھی ان کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ اسلام کا سورج اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ طلوع ہو گا۔ اور دنیا کو منور کرے گا۔ لیکن پہلے اس سے کہ یہ واقعہ ہونا ضروری ہے کہ دنیا ایک اور عالمگیر تباہی میں سے گذرے۔ ایک ایسی خونی تباہی جو بنی نوع انسان کو جھنجھوڑ کر رکھ دے گی۔ لیکن یہ بھولنا نہیں چاہیئے کہ یہ ایک انذاری پیشگوئی ہے اور انذاری پیشگوئیاں توبہ اور استغفار سے التواء میں ڈالی جا سکتی ہیں بلکہ ٹل بھی سکتی ہیں۔ اگر انسان اپنے رب کی طرف رجوع کرے اور توبہ کرے اور اپنے اطوار درست کر لے۔''		(ماہنامہ تحریک جدید۔ ربوہ جنوری ۱۹۶۸ء صفحہ ۱۶-۱۵)

موجودہ دور کی فتح وظفر: حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۰ دسمبر ۱۹۶۵ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:

''میں جماعت کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال جماعت احمدیہ کے لئے نہایت ہی اہم ہیں۔ کیونکہ دنیا میں روحانی انقلاب پیدا ہونے والا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کونسی خوش بخت قومیں ہوں گی جو ساری کی ساری یا ان کی اکثریت احمدیت میں داخل ہوگی۔ وہ افریقہ میں ہوں گی یا جزائر میں یا دوسرے علاقوں میں؟ لیکن پورے وثوق کے ساتھ آپ کو کہہ سکتا ہوں کہ وہ دن دور نہیں جب دنیا میں ایسے ممالک اور علاقے پائے جائیں گے جہاں کی اکثریت احمدیت کو قبول کرے گی۔ اور وہاں کی حکومت احمدیت کے ہاتھ میں ہوگی'' (روزنامہ الفضل ربوہ ۹ جون ۱۹۶۶ء)

آسمانی بشارت ''فتح وظفر کی آسمانی کلید'' پر خلافتِ ثانیہ کا دور شاہد ہے کہ مصلح موعود کے مبارک وجود سے اس بشارت کا خاص تعلق تھا جب کہ ہر دور میں احمدیت کا مستقبل اسی ''بشارت'' سے درخشندہ نظر آ رہا ہے۔

درمانی توئی

(درمدح سیدنا محمود المصلح الموعود)

پَرتو خورشید فارانی توئی مہبطِ اَنوارِ یَزدانی تُوئی

سالکاں را از پے دیوِ لَعیں ہَیکل نقشِ سُلیمانی تُوئی

اَز تو حاصل شُد خلافت را فروغ ثانی ات گُفتیم و لاثانی تُوئی

اَز تو حُسنِ مَعرفت شد آشکار کاشفِ اسرارِ قُرآنی تُوئی

نَخلِ ایماں از تو یابد برگ و بار نَوبہارِ باغِ سلمانی تُوئی

حُسن و اِحسانت نمے دَارد نظیر رُوکشِ مہرِ درخشانی تُوئی

چہ کُنم وَصفِ تو اَے جَانِ جہاں لاجرم محبُوبِ سُبحانی تُوئی

مَرہمِ دِل از کُجا آرم بَدَست
زخم می گوید کہ درمانی تُوئی

(ترجمہ صفحہ ۴۳ پر ملاحظہ فرماویں)

مولانا مصلح الدین راجیکی

حضرت سیّدۃ فاطمۃ الزھراءؓ کے فضائل و مناقب

حضرت سیّدہ کے ساتھ امّہات المومنینؓ کی محبت و شفقت کا تعلق

(گزشتہ سے پیوستہ)

از: مکرم پروفیسر محمد اسلم صابر صاحب

تقریبِ رخصتی: سردارِ دو جہاں کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کی رخصتی نہایت سادگی کے ساتھ ہوئی- تاہم دینی روح کو قائم رکھتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہارِ خوشی کی اجازت عطا فرمائی- بلکہ عورتوں کو پاکیزہ اشعار پڑھنے کی ترغیب دی- یہ سادہ اور پاکیزہ انداز ہمارے لئے نمونہ ہے- رخصتی کے لئے حضور نے اپنی خچر پر کمبل تہ کر کے ڈال دیا- اور حضرت فاطمہؓ سے فرمایا- اس پر سوار ہو جاؤ- چنانچہ وہ سوار ہو گئیں- حضرت سلمانؓ (فارسی- ناقل) کو حکم دیا- کہ سواری کے آگے آگے چلو- خود پیچھے چل پڑے- آپؐ کے ساتھ حضرت حمزہ، حضرت عقیل بن ابو طالب اور بنو ہاشم تلواریں سونتے چل رہے تھے- بناتِ عبدالمطلب اور مہاجر اور انصاری عورتوں کو حکم دیا کہ فاطمہؓ کے ساتھ چلیں نیز فرمایا کہ خوشی کا اظہار کریں- رجز پڑھیں- اللہ اکبر کہیں- حمد کریں- مگر ایسی باتیں نہ کہیں جو خدا کو ناپسند ہوں- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواج مطہراتؓ بھی ساتھ تھیں- اس خوشی کے مبارک موقعہ پر ازواجِ مطہراتؓ کا جوش دیدنی تھا ام المومنین حضرت اِمِ سلمیٰؓ نے یہ رجز پڑھا-

سِرْنَ بِعَونِ اللّٰہِ جَاراتِی　　　وَاشْکُرْنَہ، فِی کُلِّ حَالَاتٖ
وَاذْکُرْنَ مَا اَنْعَمَ رَبُّ الْعَلَا　　　مِنْ کَشْفِ مَکْرُوْہٍ وَّآفَاتٖ
فَقَدْ ھَدَانَا بَعْدَ کُفْرٍ وَّقَدْ　　　اَنْعَشَنَا رَبُّ السَّمٰوٰتٖ
وَسِرْنَ مَعَ خَیْرِ نِسَاءِ الْوَرٰی　　　تُفْدٰی بِعَمَّاتٍ وَّخَالَاتٖ
یَابِنْتَ مَنْ فَضَّلَہ، ذُوالْعَلَا　　　بِالْوَحْیِ مِنْہُ وَالرِّسَالَاتٖ

اے پڑوسنو! اللہ کی مدد سے چلو اور تمام حالات میں اس کا شکر بجا لاؤ- رفعتوں والے رب نے جو انعامات کئے ہیں انہیں یاد کرو یعنی آفات اور ناپسندیدہ امور کو اس نے دور کر دیا ہے- کفر کے بعد اس نے ہمیں ہدایت عطا فرمائی اور آسمانوں کے رب نے ہمیں بلند مرتبہ عطا فرمایا ہاں ہاں- مخلوق میں سے بہترین عورت کے ساتھ ساتھ چلو- جس پر تمام پھوپھیاں اور خالائیں قربان جاتی ہیں- اے اس عظیم ہستی کی دختر جسے خدائے بزرگ و برتر نے اپنی وحی اور پیغامات کے

ساتھ فضیلت بخشی ہے۔

امّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جذبات کا اظہار یوں کیا۔

یَا نِسْوَةُ اسْتُرْنَ بِالْمَعَاجِرِ　　وَاذْکُرْنَ مَا یُحْسَنُ فِی الْمَحَاضِرِ
وَاذْکُرْنَ رَبَّ النَّاسِ اِذْخَصَّنَا　　بِدِیْنِہٖ مَعَ کُلِّ عَبْدٍ شَاکِرٍ
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اَفْضَالِہٖ　　وَالشُّکْرُ لِلّٰہِ الْعَزِیْزِ الْقَادِرِ
سِرْنَ لَھَا فَاللّٰہُ اَعْلٰی ذِکْرَھَا　　وَ خَصَّھَا بِطُھْرٍ طَاھِرٍ

اے عورتو! اپنی اوڑھنیوں سے پردہ کرلو اور وہ بات یاد رکھو جسے آسمانی صحیفوں میں اچھا سمجھا گیا ہے۔ رب کریم کو یاد کرو کہ اس نے اپنے ہر شکر گزار بندے کے ساتھ ہمیں بھی اپنے دین کے لئے چن لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر ہم اسی کی حمد کرتے ہیں اور خدائے عزیز و قادر کا شکر ادا کرتے ہیں۔ فاطمۃ الزھراء کے ساتھ چلو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر بلند کر دیا ہے اور اپنی جناب سے پاک طہر سے اُسے مخصوص کیا ہے۔

امّ المومنین حضرت حفصہؓ نے یہ اشعار پڑھے۔

فَاطِمَةُ خَیْرُ النِّسَاءِ الْبَشَرِ　　وَمَنْ لَھَا وَجْہٌ کَوَجْہِ الْقَمَرِ
فَضَّلَکِ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ الْوَرٰی　　بِفَضْلِ مَنْ خُصَّ بِاٰیِ الزُّمَرِ
زَوَّجَکِ اللّٰہُ فَتًی فَاضِلًا　　اَعْنِی عَلِیًّا خَیْرَ مَنْ فِی حَضَرٍ
فَسِرْنَ جَارَاتِیْ بِھَا فَاِنَّھَا　　کَرِیْمَةٌ عِنْدَ عَظِیْمِ الْخَطَرِ

حضرت فاطمہ تمام عورتوں میں بہترین ہے اور کون ہے جس کا چہرہ چاند جیسا ہو۔ اللہ نے تجھے تمام مخلوق پر فضیلت بخشی ہے۔ یہ فضیلت اس پاک وجود صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ہے جسے اللہ نے سورہ زمر کی آیات سے سرفراز کیا۔ اللہ نے تجھے ایک فاضل نوجوان کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک کر دیا ہے۔ میری مراد علی سے ہے۔ جو شہر بھر میں بہترین فرد ہے۔ میری پڑوسنو! اُس کے ساتھ چلو۔ جو بڑی بڑی مصیبتوں میں بھی نہایت سخی اور فیاض ہے۔

انصاری عورتوں کی نمائندگی کرتے ہوئے حضرت امّ سعد بن معاذ انصاری نے اس پُر وقار محفل کو یوں محظوظ کیا۔

اَقُوْلُ قَوْلًا فِیْہِ مَا فِیْہِ　　وَاَذْکُرُ الْخَیْرَ وَ اُبْدِیْہِ
مُحَمَّدٌ خَیْرُ بَنِی آدَمَ　　مَا فِیْہِ مِنْ کِبْرٍ وَّ لَا تِیْہٖ
بِفَضْلِہٖ عَرَفْنَا رُشْدَنَا　　فَاللّٰہُ بِالْخَیْرِ یُجَازِیْہِ

وَنَحْنُ مَعَ بِنْتِ نَبِيِّ الْهُدٰى ذُوْ شَرَفٍ قَدْ مُكِّنَتْ فِيْهِ

فِيْ ذُرْوَةٍ شَامِخَةٍ اَصْلُهَا فَمَا اَرٰى شَيْئًا يُدَانِيْهِ

میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں وہی بات کہتی ہوں۔ جو حقیقتاً اُن میں پائی جاتی ہے اور اُسی خوبی کا ذکر کرتی ہوں اور اُسی کو ظاہر کرتی ہوں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنی آدم میں بہترین وجود ہیں۔ ان میں نہ کبر ہے نہ غرور۔ اُن کے فضل سے ہی ہم نے رُشد و ہدایت کو پہچانا۔ پس اللہ ہی انہیں اس کی بہترین جزا دے اور ہم نبیؐ صاحبِ ہدایت کی صاحبزادی کے ساتھ ہیں۔ وہ نبی جو صاحب شرف و بزرگی ہے جو اس میں پوری طرح راسخ ہے۔

فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاندانی بزرگی ایسی بلند و بالا چوٹی کی مانند ہے کہ کوئی چیز اس کے قریب بھی پہنچتی ہوئی مجھے دکھائی نہیں دیتی۔

عدیم المثال ایثار: حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ متوفی ۶۳۸ھ/۱۲۴۰ء اندلس کے عظیم عالم وصوفی بزرگ تھے۔ آپ ملک اندلس کے شہر مریسہ میں پیدا ہوئے اور ملک شام کے شہر دمشق میں فوت ہوئے آپ نے سینکڑوں کی تعداد میں کتب تصنیف کیں۔ سب سے زیادہ معروف کتاب ''فتوحاتِ مکیہ'' ہے۔

آپ کی کتاب "**محاضرہ الابرار و مسامرۃ الاخیار فی الادبیات والنوادر والاخبار**" سے ایک عظیم المرتبت جوڑے کے بینظیر ایثار کا واقعہ ازدیادِ ایمان کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔ گزشتہ اشاعت میں سردار دو جہاں سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی۔ خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنھا اور حضرت ابوتراب شیر رب الارباب فاتح خیبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عقد مبارک کا ذکر آ چکا ہے اب اس پاکیزہ گھرانے کے ایثار کا ایک قابلِ تقلید واقعہ پیش ہے حضرت ابن عربیؒ رقم فرماتے ہیں۔

''ہمیں محمد بن قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبدالکریم نے بتایا۔ کہ انہوں نے عمر بن عبدالحمید سے مکہ (مکرمہ) میں سنا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اللہ تعالیٰ کے قول "**یوفون بالنذر ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا**"۔ یعنی وہ اپنی نذر کو پورا کرتے ہیں اور اس روز سے خوف زدہ رہتے ہیں جس کی سختی بڑھتی ہی جائے گی (الدھر) کی تفسیر میں یہ واقعہ بیان فرمایا ہے۔ کہ حضرت حسن اور حضرت حسین علیہما السلام بچپن میں ایک دفعہ بیمار ہوئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنھما بھی حضورؐ کی معیت میں تھے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے کہا اے ابوالحسن! اگر تم اپنے دونوں بیٹیوں کی طرف سے نذر مانو تو اللہ تعالیٰ ضرور ان دونوں کو شفا عطا فرمائے گا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کے شکر میں تین دن روزہ رکھوں گا۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ میں بھی شکرانہ کے طور تین دن روزہ رکھوں گی۔ اور بچوں نے کہا کہ ہم بھی شکرِ خدا میں تین دن روزہ رکھیں گے اور ان کی لونڈی ''فضہ''

نے کہا کہ میں بھی تین روزے رکھوں گی اللہ تعالیٰ نے دونوں بچوں کو شفا عطا فرمائی - چنانچہ سب نے روزے رکھے- ان کے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز نہ تھی- حضرت علی اپنے ایک ہمسایہ کے پاس گئے- جو یہودی تھا- اس کا نام شمعون تھا- اور وہ اون کا کاروبار کرتا تھا اس سے کہا کیا تو مجھے ایک جانور کی اتاری ہوئی اون دے سکتا ہے- یہ اون تین صاع جَو کے عوض محمدؐ کی بیٹی تیرے لئے کاتے گی- اس نے ہاں میں جواب دیا- چنانچہ آپؓ تین صاع جَو اور اون لے کر گھر آ گئے- اور حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کو بتایا- انہوں نے یہ معاہدہ قبول کرتے ہوئے اطاعت شعاری کا ثبوت دیا پھر ایک تہائی اون کاتی اور ایک صاع جَو لے لئے- انہیں پیسا- گوندھا اور پانچ روٹیاں تیار کیں- ہر فردِ خانہ کے حصہ میں ایک ایک روٹی آتی تھی- حضرت علیؓ نے مغرب کی نماز آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں ادا کی پھر اپنے گھر تشریف لائے- دستر خوان بچھایا گیا- اور کھانے کے لئے سب اکٹھے بیٹھ گئے- حضرت علیؓ نے ابھی پہلا ہی لقمہ توڑا تھا کہ ایک مسکین دروازے پر آ کھڑا ہوا- اور اس نے کہا- السلام علیکم- اے آل بیتِ محمدؐ میں مسلمانوں کے مسکینوں میں سے ایک مسکین ہوں- مجھے وہی کچھ کھلاؤ- جو تم کھا رہے ہو- اللہ تمہیں جنت کے کھانوں میں سے کھلائے- حضرت علیؓ نے یہ صدا سن کر لقمہ ہاتھ سے رکھ دیا- پھر کہا-

اَفَاطِمَۃُ الْمَجْدَ وَالْیَقِیْنَ یَا بِنْتَ خَیْرِ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

اَمَا تَرِی ذَا الْبَائِسُ الْمِسْکِیْنُ جَاءَ اِلَی الْبَابِ لَہُ حَنِیْنُ

کُلُّ امْرِئٍ بِکَسْبِہٖ رَھِیْنُ

اے فاطمہ اپنی خاندانی شرافت اور یقینِ محکم کا لحاظ کرو- اے تمام بنی نوع انسان میں بہترین ہستی کی دختر نیک اختر! کیا تم دیکھتی نہیں ہو کہ وہ ایک مصیبت زدہ مسکین ہمارے دروازہ پر آیا ہے- کتنے درد سے فریاد کر رہا ہے- ہر انسان اپنے اعمال کا بدلہ پائے گا-

اس پر حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے بلا تردد جواب دیا-

اَمْرُکَ سَمْعٌ یَا ابْنَ عَمٍّ وَّ طَاعَہ مَالِیَ مِنْ لَوْمٍ وَلَا ضَرَاعَہ

غُذِّیْتُ بِاللُّبِّ وَالْبَرَاعَہ اَرْجُوْ اِذَا اَنْفَقْتُ مِنْ مَّجَاعَہ

اَنْ اُلْحَقَ الْاَبْرَارَ وَ الْجَمَاعَہ وَاُدْخَلَ الْجَنَّۃَ بِالشَّفَاعَہ

اے میرے چچا زاد میں نے آپ کو سنا اور اطاعت کی آپ مجھ سے قابل ملامت اور کمزوری کی بات نہ دیکھیں گے مجھے خالص عقل اور خوبی کی غذا کھلائی گئی ہے حالت بھوک میں انفاق فی سبیل اللہ پر عمل کر کے پر امید ہوں کہ مجھے نیکوں کی جماعت میں شامل کیا جائے گا اور شفاعت کے ذریعہ جنت میں داخل کی جاؤں گی- پھر سارا دسترخوان اٹھا کر مسکین کے

حوالہ کر دیا - اور سب بھوکے سوئے اور صبح پھر سب نے روزہ رکھا - اور سوائے پانی کے کوئی چیز میسر نہ ہو سکی - پھر حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے اون کا دوسرا تہائی لیا - اور کاتا - اور مزدوری کے ایک صاع جو لئے انہیں چکی میں پیسا اور آٹا گوندھ کر پانچ روٹیاں پکائیں - ہر ایک کے حصے میں ایک روٹی آتی تھی - پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نمازِ مغرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں ادا کی - گھر واپس تشریف لائے - دستر خوان بچھایا گیا - ابھی بیٹھ کر پہلا لقمہ ہی توڑا تھا کہ ایک مسلمان یتیم دروازے پر آ گیا - اور صدا دی - السلام علیکم - اے اہل بیت محمدؐ میں ایک یتیم مسلمان ہوں مجھے وہی کچھ کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو - اللہ جنت کے کھانوں سے تمہیں سیر کرے - یہ سن کر حضرت علیؓ نے لقمہ ہاتھ سے رکھ دیا - اور یوں گویا ہوئے -

اَفَاطِمَ بِنْتَ السَّیِّدِ الْکَرِیْمِ　　قَدْ جَاءَ نَا اللّٰهُ بِذَا الْیَتِیْمِ
مَنْ یَّطْلُبِ الْیَوْمَ رَضَا الرَّحِیْمِ　　مَوْعِدُہٗ فِی جَنَّةِ النَّعِیْمِ

(ترجمہ) اے سخی سردار کی بیٹی فاطمہ! اللہ اس یتیم کو ہمارے پاس لایا ہے جو آج رحیم خدا کی رضا طلب کرے گا اس کے لئے جنتِ نعیم کا وعدہ ہے - حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا متوجہ ہو کر یوں لب کشا ہوئیں -

فَسَوْفَ اُعْطِیْهِ وَلَا اُبَالِیْ　　وَاُوْثِرُ اللّٰهَ عَلٰی عِیَالِیْ
اَمْسَوْا جِیَاعًا وَهُمْ اَمْثَالِیْ　　اَصْغَرُهُمْ یُقْتَلُ فِی الْقِتَالِ

(ترجمہ) میں سارا کھانا اس یتیم کو دوں گی اور کوئی پرواہ نہیں کروں گی - میں اللہ کو اپنے بچوں پر ترجیح دیتی ہوں - میری طرح وہ بھی بھوکے ہی رات گزار لیں گے - اور ان میں سے چھوٹا ایک جنگ میں قتل ہوگا - (آخری مصرعہ میں حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے واقعہ کربلا کی پیشگوئی فرمائی ہے - مترجم) پھر خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا نے سارا کھانا اس یتیم کو دے دیا اور سب نے بھوکے رات بسر کی - اور صرف پانی پر گذارا کیا - اگلی صبح سب نے روزہ رکھا پھر حضرت فاطمہؓ نے باقی اون کاتی اور جو کا آخری صاع پیسا آٹا گوندھا اور پانچ افراد کے لئے پانچ روٹیاں تیار کیں یعنی ہر ایک کے لئے ایک روٹی - مغرب کی نماز حضرت علیؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی - پھر اپنے گھر واپس تشریف لائے - دستر خوان آپ کے قریب لایا گیا آپ بیٹھ گئے اور ابھی پہلا لقمہ ہی توڑا تھا کہ ایک مسلمان قیدی نے دروازہ پر صدا دی - السلام علیکم اے اہل بیت محمدؐ کفار نے ہمیں اسیر بنا لیا - ہمیں باندھ دیا - اور کھانا تک نہیں دیا - یہ سن کر حضرت علیؓ نے لقمہ ہاتھ سے رکھ دیا اور یوں مخاطب ہوئے -

یَا فَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِیِّ اَحْمَدِ　　بِنْتَ نَبِیٍّ سَیِّدٍ مُسَوَّدِ
هٰذَا اَسِیْرٌ جَاءَ لَیْسَ یَهْتَدِی　　مُکَبَّلٌ فِی قَیْدِهِ الْمُقَیَّدِ
یَشْکُوْ اِلَیْنَا الْجُوْعَ وَالتَّشَدُّدَ　　مَنْ یُّطْعِمِ الْیَوْمَ یَجِدْهُ فِی الْغَدِ

عِنْدَ الْعَلِیِّ الْوَاحِدِ الْمُوَحَّدِ مَا یَزْرَعِ الزَّرَّاعُ یَوْمًا یَحْصُدِ

(ترجمہ) اے فاطمہؓ اے احمدؐ نبی کی بیٹی اے جگر گوشہ سید الانبیاء وسید ولدِ آدم - یہ ایک قیدی ہے - جو کفار کی قید میں تھا - اور سختی کے ساتھ جکڑا ہوا تھا - وہ ہمارے پاس آ کر بھوک اور دشمن کے تشدد کی شکایت کر رہا ہے - جو شخص آج کھلائے گا - کل وہی کھانا اس کو ملے گا - یہ مہمانی اسے خدائے واحد و بلند شان کے دربار میں حاصل ہوگی - بونے والا جو کچھ بوئے گا - ایک دن ضرور اسے کاٹے گا -

اس کے جواب میں حضرت فاطمہؓ نے بھی کیا خوب کہا!

لَمْ یَبْقَ مِمَّا جَاءَ غَیْرُ صَاعِ قَدْ دَبَّرَتْ کَفِّیْ مَعَ الذِّرَاعِ

وَابْنَایَ وَاللّٰہِ قَدْ اُجَاعَا یَارَبِّ لَاتُھْلِکْھُمَا ضِیَاعَا

(ترجمہ) جو کچھ گھر میں آیا - اس میں سے صرف ایک صاع باقی بچا تھا - اس کے لئے میرے دست و بازو نے مشقت کی - بخدا میرے دونوں بیٹے بھوک سے دوچار ہیں - اے میرے رب ان کو ہلاک اور ضائع نہ کیجئے گا -

اس کے ساتھ ہی سارا دستر خوان اٹھا کر اس قیدی کو دے دیا - اور افطاری کا وقت ہو گیا - مگر ان کے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز نہ تھی - حضرت علیؓ مع حضرت امام حسنؓ اور حسینؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے دونوں بچے بھوک کی شدت سے مرغی کے چوزوں کی طرح کانپ رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان دونوں کو دیکھا تو فرمایا - اے ابو الحسن تمہاری حالت دیکھ کر مجھے شدید رنج پہنچا ہے - ہمیں ہماری بیٹی فاطمہ کے پاس لے چلو - چنانچہ وہ حضرت فاطمہؓ کے پاس پہنچے - آپ گھر کی ڈیوڑھی میں ہی موجود تھیں - شدت بھوک سے آپ کا پیٹ پشت کے ساتھ جا لگا تھا - اور آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا - تو اپنے جسم مبارک سے چمٹا لیا - اور کہا "واغوثاہ" اے اللہ تیرے حضور فریاد کرتا ہوں - اس وقت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا اے محمدؐ اپنے اہل بیت کے بارہ میں مبارکباد وصول کریں - فرمایا - اے جبریل میں کیا وصول کروں - جبریل نے کہا -

وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا...... وَکَانَ سَعْیُکُمْ مَّشْکُوْرًا (الدھر)

اور وہ اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں تمہاری طرف سے کسی جزاء یا شکر گزاری کی خواہش نہیں - ہم تو صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے تم کو کھلاتے ہیں -

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اللھم صلِّ علیٰ محمد و آل محمدؐ

(ایک وضاحت از مترجم: سورۃ دھر مکی سورۃ ہے - یعنی ہجرت سے قبل نازل ہوئی اس لئے حضرت جبریل کا اس آیت سے مبارکباد دینا شانِ نزول نہیں - بلکہ اہل بیت کے اس عظیم الشان ایثار کی طرف اشارہ ہے - کیونکہ یہ واقعہ ہجرت کے بعد کا ہے)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ماموریت کے اکیسویں سال میں

۱۹۰۲ء کے چند اہم رویاء وکشوف اور الہامات

ترتیب: مکرم جاوید احمد جاوید صاحب

۱۹۰۲ء حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کی ماموریت کا اکیسواں سال تھا۔ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت سے متعلق رویاء وکشوف اور الہامات کا ایمان افروز سلسلہ جاری رہا جو مستقبل کے پیش آمدہ حالات وواقعات کی نشان دہی کرتا ہے۔ گذشتہ شمارہ ماہ جنوری ۲۰۰۲ء میں چند اہم واقعات کا ذکر کیا جا چکا ہے زیر نظر مضمون میں ۱۹۰۲ء کے بعد اہم رویاء وکشوف اور الہامات دئے جارہے ہیں۔

قادیان کی ترقی: حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی...... لکھتے ہیں:

''حضرت اقدس ایک روز فرماتے تھے۔ ہم نے کشف میں دیکھا کہ قادیان ایک بڑا عظیم الشان شہر بن گیا اور انتہائی نظر سے بھی پرے تک بازار نکل گئے۔ اونچی اونچی دومنزلی یا چومنزلی یا اس سے بھی زیادہ اونچے چبوتروں والی دوکانیں عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہیں۔ اور موٹے موٹے سیٹھ، بڑے بڑے پیٹ والے جن سے بازار کو رونق ہوتی ہے بیٹھے ہیں۔ اوران کے آگے جواہرات اور لعل اور موتیوں اور ہیروں روپوں اور اشرفیوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں۔ اور قسما قسم کی دوکانیں خوبصورت اسباب سے جگمگا رہی ہیں۔ یکے، بگھیاں، ٹمٹم، فٹن، پالکیاں، گھوڑے، شکرمیں، پیدل اس قدر بازار میں آتے جاتے ہیں کہ مونڈھے سے مونڈھا بھڑ کر چلتا ہے اور راستہ بمشکل ملتا ہے''

(از مضمون پیر سراج الحق صاحب مندرجہ الحکم جلد ۶ نمبر ۱۶ مورخہ ۳۰۔ اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۲، ۱۳)

طاعون کی تباہی سے قادیان کا محفوظ رہنا:

(ترجمہ از عربی متن) ''خدا ایسا نہیں کہ قادیان کے لوگوں کو عذاب دے۔ حالانکہ تو ان میں رہتا ہے۔ وہ اس گاؤں کو طاعون کی دست برد اور اس کی تباہی سے بچالے گا۔ اگر تیرا پاس نہ ہوتا، اور تیرا اکرام مدنظر نہ ہوتا تو میں اس گاؤں کو ہلاک کر دیتا۔ میں رحمان ہوں جو دکھ کو دور کرنے والا ہوں۔ میرے رسولوں کو میرے پاس کچھ خوف اور غم نہیں میں نگہ رکھنے والا ہوں۔ میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ اور اس کو ملامت کروں گا جو میرے رسول کو ملامت کرتا ہے۔ میں اپنے وقتوں کو تقسیم کروں گا کہ کچھ حصہ برس کا تو میں افطار کروں گا یعنی طاعون سے لوگوں کو ہلاک کروں گا اور کچھ حصہ برس کا میں روزہ رکھوں گا یعنی امن رہے گا اور طاعون کم ہو جائے گی۔ یا بالکل نہیں رہے گی۔ میرا غضب بھڑک رہا ہے۔

بیماریاں پھیلیں گی۔ اور جانیں ضائع ہوں گی۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائیں گے۔ اور ایمان میں کچھ نقص نہیں ہوگا وہ امن میں رہیں گے اور ان کو مخلصی کی راہ ملے گی۔ یہ خیال مت کرو کہ جرائم پیشہ بچے ہوئے ہیں۔ ہم ان کی زمین کے قریب آتے جاتے ہیں۔ میں اندر ہی اندر اپنا لشکر تیار کر رہا ہوں۔ یعنی طاعونی کیڑوں کو پرورش دے رہا ہوں۔ پس وہ اپنے گھروں میں ایسے سو جائیں گے جیسا کہ اونٹ مرا رہ جاتا ہے۔ ہم ان کو اپنے نشان پہلے تو دور دور کے لوگوں میں دکھائیں گے۔ اور پھر خود انہی میں ہمارے نشان ظاہر ہوں گے۔ یہ دن خدا کی مدد اور فتح کے ہوں گے۔ میں نے تجھ سے ایک خرید و فروخت کی ہے یعنی ایک چیز میری تھی جس کا تو مالک بنایا گیا اور ایک چیز تیری تھی جس کا میں مالک بن گیا تو بھی اس خرید و فروخت کا اقرار کر اور کہہ دے کہ خدا نے مجھ سے خرید و فروخت کی۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ اولاد۔ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ وہ وقت قریب ہے کہ میں ایسے مقام پر تجھے کھڑا کروں گا کہ دنیا تیری حمد و ثنا کرے گی۔ فوق تیرے ساتھ ہے۔ اور تحت تیرے دشمنوں کے ساتھ۔ پس صبر کر جب تک آ جائے۔ طاعون پر ایک ایسا وقت بھی آنے والا ہے۔ کہ کوئی بھی اس میں گرفتار یعنی انجام کار خیر و عافیت ہے۔“ (دافع البلاء صفحہ ۵-۸)

حضرت اقدسؑ کے الہامات:

۲۱-اپریل ۱۹۰۲ء: ”مدت ہوئی کہ پہلے اس سے طاعون کے بارے میں حکایۃ عن الغیر خدا نے مجھے یہ خبر دی تھی یَا مَسِیْحَ الْحَقِ عَدْوَانَا ۔ مگر آج کہ ۲۱-اپریل ۱۹۰۲ء ہے اُسی الہام کو پھر اسی طرح فرمایا گیا یَا مَسِیْحَ الْخَلْقِ عَدْوَانَا لَنْ تَرِیٰ مِنْ بَعْدُ مَوَادُّنَا وَفَسَادَنَا۔ یعنی اے خدا کے مسیح جو مخلوق کی طرف بھیجا گیا۔ ہماری جلد خبر لے اور ہمیں اپنی شفاعت سے بچا۔ تو اس کے بعد ہمارے خبیث مادوں کو نہیں دیکھے گا اور نہ ہمارا فساد کچھ باقی رہے گا یعنی ہم سیدھے ہو جاویں گے۔ اور گندہ دہانی اور بدزبانی چھوڑ دیں گے۔“ (دافع البلاء صفحہ ۸)

۲۳-اپریل ۱۹۰۲ء: ”اِنِّیْ اُذِیْبُ مَنْ یُرِیْبُ۔ میں فنا کر دوں گا میں غارت کروں گا میں غضب نازل کروں گا اگر اس نے شک کیا اور اس پر ایمان نہ لایا اور رسالت اور مامور ہونے کے دعوئ سے توبہ نہ کی۔ اور خدا کے انصار جو سالہائے دراز سے خدمت اور نصرت میں مشغول اور دن رات صحبت میں رہتے ہیں۔ ان سے عفو تقصیر نہ کرائی کیونکہ اس نے جماعت کے تمام مخلصوں کی توہین کی کہ اپنے نفس کو ان سب پر مقدم کر لیا۔“ (دافع البلاء صفحہ ۲۳-۲۴ حاشیہ نمبر ۲)

۲۸-اپریل ۱۹۰۲ء: ”اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ“ (الحکم ۳۰-اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۷)

۳۰-اپریل ۱۹۰۲ء۔ فرمایا: ”آج رات کو الہام ہوا۔ لَوْ لَا الْاَمْرُ لَهَلَكَ النَّمْرُ یعنی اگر سنت اللہ اور امر الٰہی اس طرح ہوتا کہ آئمۃ الکفر آخیر میں ہلاک ہوا کریں تو اب بھی بڑے بڑے مخالف جلد تباہ ہو جاتے۔ لیکن چونکہ بڑے

مخالف جو ہوتے ہیں ان میں ایک خوبی عزم اور ہمت اور لوگوں پر حکمرانی اور اثر ڈالنے کی ہوتی ہے اس واسطے اس کے متعلق یہ امید بھی ہوتی ہے کہ شاید لوگوں کے حالات سے عبرت پکڑ کر توبہ کریں اور دین کی خدمت میں اپنی قوتوں کو کام میں لادیں۔'' (الحکم ۳۰-اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۸)

۱۹۰۲ء: ''ایک دفعہ میں خود سخت بیمار ہوگیا اور حالت ایسی بگڑی کہ بیماری سے جانبر ہونا مشکل معلوم ہوتا تھا۔ تب یہ الہام ہوا۔ مَا کَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اپنے وعدہ کے موافق میں ناامیدی کی حالت میں شفا بخشی اور یوں تو ہزارہا لوگ شفا پاتے ہیں۔ مگر ایسی ناامیدی کی حالت میں سینکڑوں انسانوں میں دعویٰ سے یہ پیش کرنا کہ شفا ضرور حاصل ہو جائے گی۔ یہ انسان کا کام نہیں۔''

(نزول المسیح صفحہ ۲۲۱)

۱۹۰۲ء: (الف) ''ان دنوں میں خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ عَلَوْا مِنْ اِسْتِکْبَارٍ وَاُحَافِظُکَ خَاصَّۃً ۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ۔ یعنی میں ہر ایک ایسے انسان کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا۔ جو تیرے گھر میں ہوگا مگر وہ لوگ جو تکبر سے اپنے تئیں اونچا کریں اور میں تجھے خصوصیت کے ساتھ بچاؤں گا۔ خدائے رحیم کی طرف سے تجھے سلام۔'' (نزول المسیح صفحہ ۲۴)

(ب): ''اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چاردیواری کے اندر ہوگا اور جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلا دے لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے اس کے لئے مت دلگیر ہو۔ یہ حکم الٰہی ہے جس کی وجہ سے ہمیں اپنے نفس کے لئے اور ان سب کے لئے جو ہمارے گھر کی چاردیواری میں رہتے ہیں ٹیکا کی کوئی ضرورت نہیں۔'' (کشتی نوح صفحہ ۲)

مئی ۱۹۰۲ء: فرمایا: ''بیماری کی شدت میں جب کہ یہ گمان ہوتا تھا کہ روح پرواز کر جائے گی مجھے بھی الہام ہوا۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ اَھْلَکْتَ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ فَلَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا ۔ یعنی اے خدا! اگر تو نے اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر اس کے بعد اس زمین پر تیری پرستش کبھی نہ ہوگی۔ (الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۵)

اگست ۱۹۰۲ء: ''نزول المسیح جو آج کل لکھ رہے ہیں اور پیر گولڑوی کی کتاب سیف چشتیائی بھی زیر نظر ہے۔ اس پر کسی قدر توجہ کرنے سے یہ الہام ہوا۔ اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ الْقَدِیْرُ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمَاتِیْ ترجمہ۔ میں ہی ہوں تیرا رب کامل قدرت والا۔ میری باتوں کو کوئی ٹلا نہیں سکتا۔ (الحکم ۱۰-اگست ۱۹۰۲ء)

۱۹۰۲ء: ''خدا تعالیٰ کی میرے ساتھ یہ عادت ہے کہ جب دعا انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو آخر ایک فرشتہ نازل ہوتا ہے- وہ اپنے ہاتھ سے اس روک کو توڑتا ہے تب بعد اس کے بلا توقف رحمت الٰہی ظاہر ہو جاتی ہے بلکہ قبل اس کے جو صبح ہو آثارِ رحمت نمودار ہونے لگتے ہیں''
(مکتوب بنام سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی ۱۶- اگست ۱۹۰۲ء)

۱۹- اکتوبر ۱۹۰۲ء: ''یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَکَ- یُرِیْدُوْنَ- ان یَّتَخَطَّفُوْا عِرْضَکَ- اِنِّیْ مَعَکَ وَمَعَ اَھْلِکَ- (ترجمہ) دشمن ارادہ کریں گے کہ تیرے نور کو بجھا دیں وہ تیری آبروریزی کرنا چاہیں گے مگر میں تیرے ساتھ اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں گا-''
(بدر ۷ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۰)

۸ نومبر ۱۹۰۲ء: فرمایا: ''نماز (فجر) سے کوئی ۲۰ یا ۲۵ منٹ پیشتر میں نے خواب دیکھا کہ گویا ایک زمین خریدی ہے- کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کیا کریں- تو کہا گیا کہ اس کا نام مقبرہ بہشتی ہے- یعنی جو اس میں دفن ہوگا- وہ بہشتی ہوگا پھر اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ کشمیر میں کسرِ صلیب کے لئے یہ سامان ہوا ہے کچھ پرانی انجیلیں وہاں سے نکلی ہیں- میں نے تجویز کی کچھ آدمی وہاں جاویں تو وہ انجیلیں لاویں- تو ایک کتاب ان پر لکھی جاوے- یہ سن کر مولوی مبارک علی صاحب تیار ہوئے کہ میں جاتا ہوں- مگر اس مقبرہ بہشتی میں میرے لئے جگہ رکھی جاوے میں نے کہا خلیفہ نورالدین کو بھی ساتھ بھیج دو......
اس سے پیشتر میں نے تجویز کی تھی کہ ہماری جماعت کی میتوں کے لئے ایک الگ قبرستان یہاں ہو- سو خدا نے آج اس کی تائید کر دی- اور انجیل کے معنی بشارت کے ہیں- معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ وہاں سے کوئی بڑی بشارت ظاہر کرے اور جو شخص وہ کام کر کے لائے گا- وہ قطعی بہشتی ہے-''
(الحکم ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۴)

۲۱ / نومبر ۱۹۰۲ء: ''آج رات مجھے رویا میں دکھایا گیا کہ ایک درخت باردار اور نہایت لطیف اور خوبصورت پھلوں سے لدا ہوا ہے اور کچھ جماعت تکلف اور زور سے ایک بوٹی کو اس پر چڑھانا چاہتی ہے جس کی جڑ نہیں- بلکہ چڑھا رکھی ہے- وہ بوٹی افتیموں کی مانند ہے اور جیسے جیسے وہ بوٹی اس درخت پر چڑھتی ہے- اس کے پھلوں کو نقصان پہنچاتی ہے- اور اس لطیف درخت میں ایک کجواہٹ اور بدشکلی پیدا ہو رہی ہے اور جن پھلوں کی اس درخت سے توقع کی جاتی ہے- ان کے ضائع ہونے کے سخت اندیشہ ہے- بلکہ کچھ ضائع ہو چکے ہیں- تب میرا دل اس بات کو دیکھ کر گھبرایا اور پگھل گیا اور میں نے ایک شخص کو جو ایک نیک اور پاک انسان کی صورت کھڑا تھا پوچھا کہ یہ درخت کیا ہے اور یہ بوٹی کیسی ہے- جس نے ایک لطیف درخت کو شکنجہ میں دبا رکھا ہے- تب اس نے جواب میں مجھے یہ کہا کہ یہ درخت قرآن خدا کا کلام ہے- اور یہ بوٹی وہ احادیث اور اقوال وغیرہ ہیں جو قرآن کے مخالف ہیں- یا مخالف ٹھہرائی جاتی ہیں- اور ان کی کثرت نے اس درخت کو دبا لیا ہے- اور اس کو نقصان پہنچا رہی ہیں- تب میری آنکھ کھل گئی''
(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی صفحہ ۵ حاشیہ)

''اسی رات میں ایک الہام ہوا بوقت ۳ بجے ۲ منٹ اوپر اور وہ یہ ہے- مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ نَبْتَلِیْہِ بِذُرِّیَّۃٍ

(باقی صفحہ ۴۰ پر)

لوٹ ہی آئیں اب تو خدا کے لئے

محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ

اپنے اعمال نظروں میں پھرنے لگے جب بھی سر کو جھکایا دعا کے لئے
اپنی بے مائیگی پہ ندامت ہوئی لفظ ملتے نہیں التجا کے لئے

وہ اگر بخش دے تو ہے اس کی عطا، جانتی ہوں کہ میری حقیقت ہے کیا
کوئی دعویٰ کروں یہ نہیں حوصلہ، کچھ عمل بھی تو ہو ادّعا کے لئے

ذات سے ان کی ہم جب سے منسوب ہیں، اہلِ دنیا کی نظروں میں معتوب ہیں
پر ہمیں تو یہ کانٹے بھی محبوب ہیں ہم ہیں تیار ہر اک جفا کے لئے

پیار اُن کا ہی تو رُوحِ ایمان ہے، ان سے نسبت ہی تو اپنی پہچان ہے
یہ تعلق نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں، ہم ہیں کوشاں اسی کی بقا کے لئے

یوں نہ تضحیک کی ہم پہ ڈالو نظر، پا لیا ہم نے کیا یہ تمہیں کیا خبر
ہم تو خوش ہیں ہمارا چناؤ ہوا معرکہ ہائے کرب و بلا کے لئے

زخم سینوں میں اپنے چھپائے ہوئے مسکراہٹ لبوں پہ سجائے ہوئے
پیار کی جوت من میں جگائے ہوئے جی رہے ہیں اسی کی رضا کے لئے

آزماتا ہے ان کو ہی وہ دوستو! جن کے جذبوں پہ محبوب کو ناز ہو
سُرخرو امتحاں میں ہیں وہ ہی ہوئے، تھے جو تیار ہر ابتلا کے لئے

یہ ادائیں غضب کس قدر کر گئیں، عشق کی شدتیں اور بھی بڑھ گئیں
ناز دکھلا کے ان کا چرانا نظر، تازیانہ ہے شوقِ لِقا کے لئے

ہجر کی تلخیاں کچھ سوا ہو گئیں، کلفتیں فرقتوں کی بلا ہو گئیں
جوت کتنی امیدوں کی بجھنے لگی، لوٹ ہی آئیں اب تو خدا کے لئے

وہ مجیب دعا آج بھی ہے مگر، بات کیا ہے کہ آہیں ہوئیں بے اثر
کیا ہمارے یہ جذبے ہی صادق نہیں، ہاتھ اٹھتے نہیں یا دعا کے لئے

ہم تو مجبور ہیں اور لاچار ہیں، کتنی پابندیوں میں گرفتار ہیں
وہ تو مختار ہے مالک کل بھی ہے، بات مشکل ہے کیا کبریا کے لئے

آرزو خوش نصیبوں کی پوری ہوئی، اُن کو مولیٰ نے توفیق پرواز دی
یاں شکستہ پری ابتلا بن گئی جذبہ ہائے خلوص و وفا کے لئے

جب وہ چاہے گا زنجیریں کٹ جائیں گی، فاصلوں کی طنابیں سمٹ جائیں گی
کام میرے لئے غیر ممکن ہے جو سہل ہے میرے مشکل کشا کے لئے

جو مجسم تھا رحمت فقط پیار تھا، جو محبت کا ایک بحرِ زخّار تھا
نام پر اس کے یاں ایسی باتیں ہوئیں، دل تڑپ اٹھا اس دلربا کے لئے

میرے اپنے وطن کے یہ اہل قلم، جن کو دعویٰ ہے رکھتے ہیں دنیا کا غم
ہو رہا ہے یہاں جو بھی کیا ہے وہ کم ان کے احساس درد آشنا کے لئے

سامنے ان کے خونیں تماشے ہوئے، بے کفن کتنی بہنوں کے لاشے ہوئے
جن کے اسلاف سینہ سپر ہو گئے، سر سے نوچی گئی اک رِدا کے لئے

نفرتوں کے الاؤ دہکتے رہے، اور ہر سمت شعلے لپکتے رہے
آگ میں فکر و احساس جلتے رہے، کہ تھا ایندھن بہت اس چتا کے لئے

امتحاں ٹھیک ہے آزمائش بجا، پھر بھی انسان کمزور ہے اے خدا
کچھ تسلی تو دے، کوئی ڈھارس بندھا، خاطر قلبِ لرزیدہ پا کے لئے

آنکھ نم، دل پریشاں، جگر سوختہ، منتظر ہیں ترے لطف کے مالکا
کب صبا لائے گی مژدۂ جانفزا، میری جاں اہلِ شہرِ وفا کے لئے

سچی توبہ

از: مکرم محمد اشرف کاہلوں صاحب

انسان فطرتاً کمزور ہے اور اسے بشری کمزوریاں لاحق ہیں۔ وہ سہو ونسیان اور خطا کا پتلا ہے۔ وہ جب کبھی اصل رستہ سے بھٹکتا ہے اور اپنے محاسبہ نفس نہیں کر پاتا تو گناہ کی آلودگی میں ملوث ہو جاتا ہے۔ انسان سے سرزد ہونے والے ان گناہوں کا علاج توبہ ہے۔ توبہ کیا ہے؟ اس کا جواب حضرت مسیح موعودؑ نے یوں دیا ہے۔

''واضح ہو کہ توبہ لغتِ عرب میں رجوع کرنے کو کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کا نام بھی توّاب ہے۔ یعنی بہت رجوع کرنے والا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب انسان گناہوں سے دست بردار ہو کر صدقِ دل سے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اس سے بڑھ کر اُس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور یہ امر سراسر قانونِ قدرت کے مطابق ہے۔ کیونکہ جب کہ خدا تعالیٰ نے نوع انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ جب ایک انسان سچے دل سے دوسرے انسان کی طرف رجوع کرتا ہے تو اُس کا دل بھی اُس کے لئے نرم ہو جاتا ہے۔ تو پھر عقل کیونکر اِس بات کو قبول کر سکتی ہے کہ بندہ تو سچے دل سے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرے مگر خدا اُس کی طرف رجوع نہ کرے بلکہ خدا جس کی ذات نہایت کریم و رحیم واقع ہوئی ہے وہ بندہ سے بہت زیادہ اس کی رجوع کرتا ہے۔'' (چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۱۳۳)

توبہ خدا تعالیٰ کو پسند ہے: اللہ تعالیٰ سچی توبہ پر کس طرح رجوع برحمت ہوتا ہے۔ اس کا ذکر احادیث مبارکہ میں یوں ہے۔

(ترجمہ) ''حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے بندے کی توبہ پر اللہ تعالیٰ اتنا خوش ہوتا ہے کہ اتنی خوشی اس آدمی کو بھی نہیں ہوئی ہوگی جسے جنگل بیابان میں گمشدہ اونٹ مل جائے۔''
دوسری روایت میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے کہ جس کو یہ حادثہ پیش آیا کہ جنگل بیابان میں اُس کی سامان زیست سے لدی ہوئی اونٹنی گم ہوگئی ہو۔ وہ بہت گھبرایا اور اِدھر اُدھر تلاش سے مایوس ہو کر شدتِ غم کے سبب ایک درخت کے نیچے لیٹ گیا اور اسی گھبراہٹ میں اُس کی آنکھ لگ گئی۔ اچانک اُس کی آنکھ جو کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ اُس کی اونٹنی اس کے پاس کھڑی ہے۔ وہ خوشی سے اچھل پڑا۔ اونٹنی کی نکیل پکڑی اور خوشی کے عالم میں اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ اے میرے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب۔ خوشی کے مارے الٹ کہہ گیا'' (حدیقۃ الصالحین صفحہ ۱۷۳۔۱۷۴)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ اللہ تعالیٰ کی اس رحمت کا ذکر یوں فرماتے ہیں:۔

''بندہ کا رجوع تو پشیمانی اور ندامت اور تذلل اور انکسار کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا رجوع رحمت اور مغفرت کے ساتھ اگر رحمت خدا تعالیٰ کی صفات میں سے نہ ہو تو کوئی مخلصی نہیں پا سکتا۔ افسوس کہ ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی صفات پر غور نہیں کی اور تمام مدار اپنے فعل اور عمل پر رکھا ہے۔ مگر وہ خدا جس نے بغیر کسی عمل کے ہزاروں نعمتیں انسان کے لئے زمین پر پیدا کیں۔ کیا اُس کا یہ خُلق ہو سکتا ہے کہ انسان ضعیف البنیان جب اپنی غفلت سے متنبہ ہو کر اُس کی طرف رجوع کرے اور رجوع بھی ایسا کرے کہ گویا مر جائے اور پہلا ناپاک چولا اپنے بدن سے اتار دے اور اُس کی آتشِ محبت میں جل جائے تو پھر بھی خدا اس کی طرف رحمت کے ساتھ توجہ نہ کرے کیا اس کا نام خدا کا قانونِ قدرت ہے؟'' (چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۱۳۴)

سچی توبہ اپنے اندر جو فوائد رکھتی ہے۔ اُس کی کیفیت اس حدیث میں ہے۔

''حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ گناہ سے سچی توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی سے محبت کرتا ہے تو محرکات گناہ اسے بدی کی طرف مائل نہیں کر سکتے اور گناہ کے بد نتائج سے اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھتا ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (ترجمہ) 'اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے' دریافت کیا گیا یا رسول اللہ! توبہ کی علامت کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا 'ندامت اور پشیمانی' (حدیقۃ الصالحین صفحہ ۱۷۶)

توبہ کی شرائط: گناہ سوز توبہ اپنے ساتھ شرائط رکھتی ہے۔ تب یہ کامل توبہ متحقق ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام توبۃ النصوح کی فلاسفی یوں بیان فرماتے ہیں۔

''توبہ دراصل حصول اخلاق کے لئے بڑی محرک اور مؤید چیز ہے۔ اور انسان کو کامل بنا دیتی ہے۔ یعنی جو شخص اپنے اخلاق سیئہ کی تبدیلی چاہتا ہے۔ اُس کے لئے ضروری ہے کہ سچے دل اور پکے ارادے کے ساتھ توبہ کرے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ توبہ کے تین شرائط ہیں۔ بدوں ان کی تکمیل کے سچی توبہ سے جسے توبۃ النصوح کہتے ہیں حاصل نہیں ہوتی۔

ان ہر سہ شرائط میں سے پہلی شرط جسے عربی زبان میں اِقلاع کہتے ہیں یعنی ان خیالات فاسدہ کو دور کر دیا جائے جو ان خصائل ردیّہ کے محرک ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ تصورات کا بڑا بھاری اثر پڑتا ہے کیونکہ حیطہءِ عمل میں آنے سے پیشتر ہر ایک فعل ایک تصوری صورت رکھتا ہے۔ پس توبہ کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ ان خیالات فاسدہ و تصورات بد کو چھوڑ دے......

دوسری شرط ندم ہے۔ یعنی پشیمانی اور ندامت ظاہر کرنا۔ ہر ایک انسان کا کانشس اپنے اندر یہ قوت رکھتا ہے کہ وہ اُس کو اُس کی ہر برائی پر متنبہ کرتا ہے۔ مگر بدبخت انسان اس کو معطّل چھوڑ دیتا ہے۔ پس گناہ اور بدی کے

ارتکاب پر پشیمانی ظاہر کرے اور یہ خیال کرے کہ یہ لذات عارضی اور چندروزہ ہیں۔ اور پھر یہ بھی سوچے کہ ہر مرتبہ اس لذت اور حظ میں کمی ہوتی جاتی ہے...... بڑا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جو توبہ کی طرف رجوع کرے اور جس میں اول اقلاع کا خیال پیدا ہو یعنی خیالات فاسدہ اور تصورات بےہودہ کا قلع قمع کرے۔ جب یہ نجاست اور ناپاکی نکل جاوے تو پھر نادم ہو اور اپنے کئے پر پشیمان ہو۔

تیسری شرط عزم ہے۔ یعنی آئندہ کے لئے مصمم ارادہ کرلے کہ پھر ان برائیوں کی طرف رجوع نہ کرے گا۔ اور جب وہ مُداوَمت کرے گا تو خداتعالیٰ اسے سچی توبہ کی توفیق عطا کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ سیئات اس سے قطعاً زائل ہو کر اخلاق حسنہ اور افعال حمیدہ اُس کی جگہ لے لیں گے اور یہ فتح ہے اخلاق پر۔ اس پر قوت اور طاقت بخشنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ کیونکہ تمام طاقتوں اور قوتوں کا مالک وہی ہے۔ جیسے فرمایا اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا (البقرہ: ۱۶۶)

ساری قوتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور انسان ضعیف البنیان تو کمزور ہستی ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيفًا (النساء: ۲۹) اس کی حقیقت ہے۔ پس خداتعالیٰ سے قوت پانے کے لئے مندرجہ بالا ہر سہ شرائط کو کامل کر کے انسان کسل اور سستی کو چھوڑ دے اور ہمہ تن مستعد ہو کر خداتعالیٰ سے دعا مانگے۔ اللہ تعالیٰ تبدیل اخلاق کر دے گا۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ ۸۷-۸۸)

توبہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے: خداتعالیٰ توّاب ہے اس کی نگاہ تائب کے دل پر ہوتی ہے کہ وہ کس درجہ اخلاص کے ساتھ اُس کی روح اُس کے آستانہ پر گرتی ہے۔ اُسی کے مطابق وہ اپنی ردائے رحمت پھیلا دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"خداتعالیٰ کے فضل و کرم کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا۔ انسان اگر سچے دل سے اخلاص لے کر رجوع کرے تو وہ غفور رحیم ہے اور توبہ کو قبول کرنے والا ہے۔ یہ سمجھنا کہ کس کس گناہ گار کو بخشے گا۔ خداتعالیٰ کے حضور سخت گستاخی اور بےادبی ہے۔ اُس کی رحمت کے خزانے وسیع اور لاانتہا ہیں۔ اس کے حضور کوئی کمی نہیں۔ اس کے دروازے کسی پر بند نہیں ہوتے" (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۲۲-۲۲۳)

توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوتا تاآنکہ غرغرے کا وقت آجائے۔ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

(ترجمہ) "غرغرے سے پہلے بندہ جب بھی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ یعنی اُس کی توبہ ردّ نہیں ہوتی" (حدیقۃ الصالحین صفحہ ۲۰۴)

اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت: اگر لغزش، حقیقی احساس ندامت پیدا کرے اور مائل بہ توبہ بھی کرے تو اللہ تعالیٰ

کو اپنے بندہ کی یہ ادا رحمت و مغفرت کے عجیب اور پُر کیف نظارے دکھاتی ہے۔ جس کی ایک مثال اس حدیث مبارکہ سے ملتی ہے۔ اس حدیث کا خلاصہ تحریر ہے۔

''حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی طرف سے ہمیں یہ بات بتائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرا بندہ گناہ کرتا ہے اور پھر دعا مانگتا ہے کہ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے نے ناسمجھی سے گناہ کیا ہے لیکن اسے علم ہے کہ اس کا ایک رب ہے۔ جو گناہ بخش دیتا ہے اور چاہے تو پکڑ بھی لے۔ پھر میرا بندہ توبہ شکنی کرتا ہے اور پھر نادم ہو کر کہتا ہے اے میرے رب میرا گناہ بخش دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے گناہ کیا لیکن وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہوں کو معاف بھی کر دیتا ہے اور گرفت بھی کرتا ہے اس طرح وہ پھر توبہ شکن بنتا ہے اور وہی پہلے والی دعا مانگتا ہے۔ اس اظہار کمزوری و ندامت پر جو باوصف عدم طاقت خود ضبطی وہ توبہ کی دہلیز سے سر نہیں اٹھاتا تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور آئندہ گناہوں سے بچائے گا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہی کام کرے گا۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ ۱۶۲-۱۶۳)

حدیث میں ''عبدی'' کے الفاظ لائق التفات ہیں۔ اور ''عبدی'' کے ساتھ یہ کریمانہ سلوک عبد اور معبود کے باہمی ربط و تعلق کا خاصہ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں پر جس رنگ میں مائل بہ کرم ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ اس کا تذکرہ ان الفاظ میں رقم فرماتے ہیں:

''قرآن شریف میں جو خدا نے یہ فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اے بندو! مجھ سے نومید مت ہو میں رحیم و کریم اور ستار و غفار ہوں۔ اور سب سے زیادہ تم پر رحم کرنے والا ہوں۔ اور اس طرح کوئی بھی تم پر رحم نہیں کرے گا جو میں کرتا ہوں۔ اپنے باپوں سے زیادہ میرے ساتھ محبت کرو کہ درحقیقت میں محبت میں ان سے زیادہ ہوں۔ اگر تم میری طرف آؤ تو میں سارے گناہ بخش دوں گا اور اگر تم توبہ کرو تو میں قبول کروں گا۔ اگر تم میری طرف آہستہ قدم سے بھی آؤ تو میں دوڑ کر آؤں گا۔ جو شخص مجھے ڈھونڈے گا وہ مجھے پائے گا۔ اور جو شخص میری طرف رجوع کرے گا وہ میرے دروازہ کو کھلا پائے گا۔ میں توبہ کرنے والے کے گناہ بخشتا ہوں خواہ پہاڑوں سے زیادہ گناہ ہوں۔ میرا رحم تم پر بہت زیادہ ہے اور غضب کم ہے۔ کیونکہ تم میری مخلوق ہو۔ میں نے تمہیں پیدا کیا اس لئے میرا رحم تم سب پر محیط ہے۔''

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۵۶)

''......تم خدا سے صلح کر لو۔ وہ نہایت درجہ کریم ہے۔ ایک دم کے گداز کرنے والی توبہ سے ستر برس کے گناہ بخش سکتا ہے۔ اور یہ مت کہو کہ توبہ منظور نہیں ہوتی۔ یاد رکھو کہ تم اپنے اعمال سے کبھی بچ نہیں سکتے۔ ہمیشہ فضل بچاتا ہے نہ اعمال۔ اے خدائے کریم و رحیم! ہم سب پر فضل کر کہ ہم تیرے بندے اور تیرے آستانہ پر گرے ہیں۔ آمین۔''

(روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۷۴)

تحریک کفالت یکصد یتامٰی ایک تعارف

جماعت احمدیہ کا قیام ۱۸۸۹ء میں عمل میں آیا۔ اور ۱۹۸۹ء کو جماعت کو قائم ہوئے ایک سو سال ہوئے۔ خوشی کے اس بابرکت موقع پر جماعت کی ترقیات کے شکرانے کے طور پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دیگر تحریکات کی طرف یتامٰی کی پرورش اور خبر گیری کے لئے جماعت کے سامنے تحریک ''کفالتِ یکصد یتامٰی'' بھی پیش کی۔ حضور نے فرمایا کہ ابتدائی طور پر جماعت ایک سو یتیم بچوں کی پرورش اور کفالت کا انتظام کرے گی۔ ابتدائی مراحل کا کام مکمل ہونے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے ۱۹۹۱ء میں ''کمیٹی کفالت یک صد یتامٰی'' کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل ارکان کمیٹی کا تقرر فرمایا۔

۱۔ صدر صاحب کمیٹی ۲۔ سیکرٹری صاحب کمیٹی (نائب ناظر دارالضیافت ہوگا) ۳۔ نمائندہ خصوصی
۴۔ نمائندہ مجلس انصار اللہ ۵۔ نمائندہ مجلس خدام الاحمدیہ ۶۔ نمائندہ لجنہ اماء اللہ
۷۔ نمائندہ لوکل انجمن احمدیہ ۸۔ نمائندہ بیوت الحمد سوسائٹی

ممبران کمیٹی کے ناموں کی منظوری ہر سال حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز از راہ شفقت خود دیتے ہیں۔

طریق کار: ایسے بچے جن کے باپ فوت ہو جائیں لڑکے نابالغ اور بے روزگار ہوں یا بالغ اور طالب علم ہوں۔ لڑکیاں غیر شادی شدہ ہوں اور ان سب کے گزر اوقات کے لئے ذرائع آمدنہ ہوں۔ ایسے مستحق افراد کی اطلاع جماعتی نظام کے تحت دی جاتی ہے یا وہ خود رابطہ کرتے ہیں۔ یا دفتر خود اپنے ذرائع سے مستحق فیملیز کے بارہ میں معلومات حاصل کرتا رہتا ہے۔ معلوم ہونے پر دفتر کی طرف سے ایک کوائف فارم بھیجا جاتا ہے جسے پر کر کے فیملی کا سربراہ واپس دفتر بھجواتا ہے۔ پھر یتامٰی کمیٹی کے اجلاس میں مستحق فیملی کے حالات کے مطابق گزر اوقات کے لئے ایک رقم مختص کر دی جاتی ہے۔ جو ہر ماہ فیملی کو بذریعہ منی آرڈر بھجوائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ عیدین کے موقع پر بھی تحفہ بطور عیدی بھجوایا جاتا ہے۔ نیز یتیم بچیوں کی شادی کے موقع پر بھی انہیں دفتر کی طرف سے تحفہ بھجوایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں بعض اوقات فیملیز کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہنگامی اخراجات بھی کمیٹی کی طرف سے کئے جاتے ہیں۔

کمیٹی کا اجلاس عموماً ہر تین ماہ بعد ہوتا ہے۔ جس کی سفارشات کی حتمی منظوری حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے لی جاتی ہے۔ سال میں ایک مرتبہ جولائی کے مہینہ میں تمام کیسز کا فیملی کے حالات کو مدنظر رکھ کر کمیٹی کے اجلاس میں جائزہ لیا جاتا ہے۔ اور فیملی کے حالات کے مطابق اس میں اضافہ یا کمی کی جاتی ہے۔ ''کفالت یکصد یتامٰی'' کے لئے کسی دفتر کی طرف سے کوئی مخصوص فنڈ نہیں ہے۔ اس کی آمد کا ذریعہ صرف اور صرف تحائف کی وہ رقم ہے۔ جو صاف ثروت احباب

الفضل میں اعلان پڑھ کر بھجواتے ہیں- ایک یتیم بچے یا بچی کے تعلیمی اور دیگر اخراجات کا اندازۂ خرچ -/۵۰۰ روپے سے -/۱۵۰۰ روپے ماہانہ تک ہے-

بچوں کی کفالت کا ذمہ لینے والے احباب ایک یا ایک سے زائد بچوں کے خرچ کی ادائیگی کا وعدہ کرتے ہیں- جس کی یکمشت ادائیگی یا ماہ بماہ کرتے رہتے ہیں- ان کی ادا کی ہوئی رقم باقاعدہ ان کے نام ان کے کھاتہ میں درج ہوتی رہتی ہے- اس کے علاوہ بھی بہت سے احباب وقتاً فوقتاً ایک خاصی رقم اس مد میں بھجواتے رہتے ہیں- اللہ تعالیٰ ایسے تمام احباب کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث کا مصداق بنائے-

"أنا و كافل اليتيم فی الجنة هكذا"

کہ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں یوں اکٹھے ہوں گے- (مسند احمد بن حنبل)

گذارش: ابتداء میں ایک سو یتامیٰ کی پرورش کے لئے کمیٹی ''کفالت یکصد یتامیٰ'' کا قیام عمل میں آیا تھا- لیکن اب ۴۰۰ فیملیز کے ۱۴۰۰ یتیم بچے کمیٹی کفالت یک صد یتامیٰ کے زیر کفالت ہیں- آمد کے اس واحد ذریعہ کی وساطت سے احباب جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ شکرانے کی اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں- اور اس تحریک میں حصہ لے کر اسے کمال تک پہنچانا جماعتی ترقی کے لئے ضروری ہے- کیونکہ حضرت مصلح موعود...... فرماتے ہیں:

''جو قوم یتامیٰ سے حسن سلوک نہیں کرتی وہ قوم کبھی ترقی نہیں کرسکتی-'' (تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۵۶۸)

خدا کرے کہ جماعت ہمیشہ ترقی کی راہوں پر گامزن رہے- آمین

(مرسلہ: مکرم انوار احمد انور صاحب مربی سلسلہ نمائندہ یک صد یتامیٰ کمیٹی)

ترجمہ درمانی توئی: تو وادی فاران کے خورشید (حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا پَرتَو ہے اور اللہ تعالیٰ کے انوار کی آماجگاہ بھی تو ہی ہے- سالکوں کے لئے دیولعین کے مقابل تو ہی سلیمانی نقش رکھنے والا ہیکل ہے- تجھ سے خلافت کو فروغ ہوا تیرا ثانی کہتے تو ہیں مگر تو لاثانی ہے- تجھ سے معرفت کا حسن ظاہر ہوا اور تو قرآنی اسرار کو کھولنے والا ہے- ایمان کے (درخت) کھجور نے تجھ سے پتے اور پھل پائے اور تو ہی سلیمانی باغ کی نئی بہار ہے- تیرے حُسن واحسان کی کوئی نظیر نہیں اور تو ہی چمکتے ہوئے سورج کو ظاہر کرتا ہے- اے جانِ جہاں تیری کیا خوبیاں بیان کروں بے شک تو اس پاک ذات کا محبوب ہے- میں کہاں سے دل کا مرہم لاؤں زخم تو یہ کہتے ہیں کہ تو ہی علاج ہے-

☆☆☆☆☆

والدین پر اولاد کے حقوق

از: مکرم عامر شہزاد عادل صاحب نبی سرمور سندھ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرتی زندگی کے اصول متعین کرتے ہوئے ایک دوسرے کے حقوق کا بھی تعین کیا ہے۔ حقوق والدین، حقوق زوجین، حقوق قرابت داری اور ہمسایوں کے حقوق کے ساتھ ساتھ اولاد کے حقوق کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ جس طرح والدین کے حقوق اولاد پر ہیں اسی طرح اولاد کے حقوق والدین پر ہیں۔ دین حق نے اس طرف خاص توجہ دلائی ہے اور اولاد کا والدین پر حق تسلیم کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''جو شخص ہم میں سے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہم میں سے بڑوں کا حق نہیں پہنچانتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں'' (ترمذی ابواب البر والصلہ)

جسمانی نشوونما: اولاد کا پہلا حق ان کی نشوونما کا ہے چنانچہ انہیں دودھ پلانا ایک مدت تک لازمی قرار دیا ہے اور یہ مدت لڑکا ہو یا لڑکی دونوں کے لئے یکساں ہے۔ لڑکی لڑکے کی نسبت کمزور ہوتی ہے اس لئے اس کی پرورش اور نگہداشت کو زیادہ توجہ کے باعث اجر وثواب کے لحاظ سے زیادہ اہم قرار دیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لڑکی کی پرورش والدین اور دوزخ کے درمیان پردہ ہے۔ جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی میں اور وہ اس طرح اکٹھے جنت میں داخل ہوں گے آپؐ نے اشارہ کر کے بتایا جس طرح یہ دو انگلیاں ہیں۔ (نامع الترمذی ابواب البر والصلہ)

اخلاقی نشوونما: جسمانی نشوونما کے بعد اولاد کی اخلاقی اور روحانی تربیت کا درجہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''(ترجمہ) اے مومنو! اپنے اہل کو بھی اور اپنی جانوں کو بھی آگ سے بچاؤ'' (سورۃ التحریم آیت نمبر ۷)

یعنی اپنی اولاد کو اچھی تربیت کے ذریعہ اپنے آپ کو اور اپنی اہل یعنی بیوی بچوں کو بھی آگ سے بچاؤ۔

قرآن کریم کے اس ارشاد کی رُو سے گھر کے سربراہ پر اولاد کی اخلاقی تربیت اور نگرانی لازمی قرار دی گئی ہے اولاد کو نیک اور سعادت مند بنانے کے ساتھ ساتھ ان کے لئے نیکی اور سعادت مندی کی دعا بھی مانگتے رہنا چاہیئے۔ کیونکہ دین دار اولاد والدین کے لئے صدقہ جاریہ ہوتی ہے یعنی جب وہ نیک کام کرتے رہیں گے اور والدین کے حق میں دعا گو ہوں گے والدین اس ثواب کے حقدار ہوں گے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی باپ اپنی اولاد کو اس سے بہتر عطیہ نہیں دے

سکتا کہ وہ اس کو اچھی تعلیم دے اسی طرح آپؐ نے فرمایا:

''جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کی تلقین کرو جب دس سال کا ہو جائے تو اسے تنبیہ کرو۔'' (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

اولاد سے یکساں سلوک: اولاد کے مابین مساوات کا بھی خیال رکھنا چاہیئے ان سے یکساں سلوک کیا جائے ترجیحی سلوک روا نہ رکھا جائے خصوصاً بیٹوں اور بیٹیوں کو ایک جیسی اہمیت دی جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اولاد کی بہترین تربیت کی تھی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

''میں نے کسی کو بھی حضرت فاطمہؓ کے سوا حضورؐ کے اس قدر مشابہ نہیں دیکھا جو حضور کے طریق اور ہدایت اور ہر قول و فعل میں حضورؐ کے ہم رنگ ہو۔ جب وہ حضورؐ کی مجلس میں آتیں تو آپؐ کھڑے ہو جاتے اس کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے اور اپنی مجلس میں بٹھاتے۔ جب آپؐ حضرت فاطمہؓ کے گھر جاتے تو وہ بھی کھڑی ہو جاتیں آپ کا ہاتھ تھام کر بوسہ دیتی اور اپنی مجلس میں بٹھاتی''

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الادب)

''اقرع بن حابس نامی ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ حضرت حسنؓ کو پیار کر رہے تھے یہ دیکھ کر اس نے کہا آپ بچوں کو پیار کرتے ہیں۔ میرے دس بچے ہیں میں نے کبھی کسی کو پیار نہیں کیا۔ آنحضرت نے نظر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا اگر اللہ نے تیرے دل سے رحمت اور شفقت کو نکال دیا ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں'' (صحیح بخاری)

اولاد میں مساوات کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ولادت کے وقت سے ہی اولاد میں کوئی تفریق نہ برتی جائے۔ اولاد کی پیدائش پر عقیقہ بھی والدین پر فرض ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ عقیقہ کے عوض ایک رہن ہے ساتویں دن اس کا عقیقہ کیا جائے اسکا نام رکھا جائے اور بال کاٹے جائیں۔

معاشرتی آداب کی تعلیم: بچے قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں بڑے ہو کر وہ قوم کے لئے ایک موثر قیادت مہیا کرتے ہیں اگر اولاد کو آدابِ معاشرت اور حسن تربیت سے آراستہ کریں۔ معاشرتی آداب میں ماں باپ استاد اور بزرگوں کا ادب و احترام بھی ہے۔ اگر اولاد کو ان نیک جذبوں سے روشناس کرایا جائے گا۔ تو ہماری معاشرتی اور قومی زندگی مثالی بنے گی۔ کیونکہ قومیں افراد سے بنتی ہیں اگر افراد تربیت یافتہ ہوں گے تو قوم کا کردار بھی اعلیٰ درجہ کا ہوگا۔

تبصرہ ''آئینہ حقائق'' حصہ اول

معروف شاعر اور ادیب جناب ابو العارف سید سلیم شاہجہانپوری نے شہدائے احمدیت کے مفصل حالات کتاب ''آئینہ حقائق'' کے نام سے شائع کئے ہیں۔ اس طرح یہ ''گلدستہ شہادت'' تیار ہو گیا ہے مؤلف لکھتے ہیں:۔

''یہاں پہنچ کر خیالات نے پلٹا کھایا اور ذہن نے کتاب کا ایک نیا ڈھانچہ پیش کیا جو کہ یہ تھا کہ محض شہدائے احمدیت کے حالات اور سوانح اکٹھا ہو جانا اور شائع ہو کر احمدی احباب کے ہاتھوں میں پہنچ جانا بھی ایک ضروری اور مفید کام ہے۔ لیکن ان شہداء نے جس عظیم مقصد کے لئے اپنی پیاری جانوں کے نذرانے پیش کئے اس کا تذکرہ نہ کرنا کتاب کی اہمیت کو کم کر دینے کے مترادف ہوگا۔''

مؤلف نے اس خیال کے پیش نظر زیر تبصرہ کتاب تالیف کی جس میں گیارہ ابواب قائم کئے ہیں۔ ابتداء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خود نوشت سوانح حیات کو شامل کیا ہے پھر آپ کے عقائد اور پیغام کا ذکر ہے اور اس کے نتیجہ میں جو مخالفتیں پیدا ہوئیں اور مخالفتوں نے جو ردعمل ظاہر کیا ان کا تذکرہ بھی اس میں شامل کیا ہے۔ اسی طرح ان علماء کی طرف سے مختلف اوقات میں جو منظم کوششیں اور تحریکات چلائی گئیں اور ان کے جواب میں احباب جماعت نے جس ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا وہ بھی اس کتاب کا حصہ ہے۔ مختلف وقتوں میں مخالفین نے وقت کی حکومتوں کو مجبور کر کے احمدیت کے مخالف قوانین بنوائے اور اس کے نتیجے میں جو مصائب اور مشکلات احمدیوں پر وارد ہوئے اور وہ تا حال جاری ہیں اس کی جھلکیاں بھی اس کتاب میں پیش کی گئی ہیں۔

احمدیوں کی وہ مخلصانہ کوششیں جو اپنے وطن اور امت مسلمہ کی خدمت کے لئے انہوں نے انجام دیں۔ ان کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔ مؤلف نے بڑی مہارت سے وہ جملہ حالات و واقعات اکٹھے کر دیئے ہیں جن سے قاری کے لئے وہ عظیم مقاصد بالکل عیاں ہو جاتے ہیں جن کی خاطر ہر احمدی ہر قسم کی قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔

اس کتاب کا مطالعہ نہ صرف احمدیوں کے ازدیادِ ایمان کا موجب ہے بلکہ دوسرے لوگوں کو دعوتِ فکر دیتا ہے کہ یہ قربانیاں محض حق و صداقت کے لئے ہی دی جا سکتی ہیں اور ہمیشہ سے خدائی جماعتیں یہ قربانیاں پیش کرتی آئی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی تائید ہمیشہ ان کے شامل حال رہی ہے۔

اس کتاب کے ۴۷۲ صفحات ہیں۔ جلد عمدہ اور چمکدار ٹائٹل سے مزیّن ہے۔ کتاب میں پروف ریڈنگ کی غلطیاں ہیں جس سے قاری بوجھ محسوس کرتا ہے۔ امید ہے دوسرے ایڈیشن میں پروف ریڈنگ کا معیار بہتر ہوگا۔

اللہ کرے کہ یہ کتاب ہر لحاظ سے مفید ثابت ہو اور اسے ازدیادِ ایمان، سچائی کی تلاش کا موجب بنائے۔

(تبصرہ: جاوید احمد جاوید)

مجلس انصاراللہ پاکستان کی پہلی آل پاکستان علمی ریلی

مورخہ ۲۹-۳۰ دسمبر بروز ہفتہ اتوار ۲۰۰۱ء

از: مکرم قائد صاحب تعلیم

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصار اللہ پاکستان نے پہلی آل پاکستان علمی ریلی مورخہ ۲۹-۳۰ دسمبر ۲۰۰۱ بروز ہفتہ اتوار منعقد کرنے کی توفیق پائی جس میں ۲۶ اضلاع کی ۱۰۵ مجالس سے ۲۵۰ نمائندگان نے شرکت کی- اس کے علاوہ دیگر انصار اور خدام نے بھی ربوہ اور بیرون ربوہ سے ریلی میں شرکت کر کے غیر معمولی دلچسپی کا اظہار کیا اس طرح اس علمی ریلی سے سالانہ اجتماع کی سی رونق دیکھنے میں آئی- مختلف علمی مقابلوں میں انعام یافتگان کی فہرست پیش کی جارہی ہے- جنہیں مہمان خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے انعامات تقسیم فرمائے- پہلی سالانہ علمی ریلی منعقدہ ۲۹-۳۰ دسمبر ۲۰۰۱ء کے مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

مقابلہ تلاوت: اول: مکرم محمد رفیق ثاقب صاحب مجلس دارالسلام لاہور، دوم: مکرم سلطان محمد صاحب ربوہ، سوم: مکرم یعقوب احمد بٹ صاحب ڈرگ کالونی کراچی، حوصلہ افزائی: مکرم ملک تبسم مقصود خاں صاحب دارالذکر لاہور

مقابلہ حفظ قرآن: اول: مکرم سید حمید الحسن شاہ صاحب سمبڑیال ضلع سیالکوٹ، دوم: مکرم عبدالقیوم صاحب منڈی بہاؤالدین، سوم: مکرم محمد اسحاق صاحب کراچی، حوصلہ افزائی: مکرم رانا عبدالماجد صاحب ربوہ

مقابلہ نظم: اول: مکرم حمید احمد شاہد صاحب کراچی، دوم: مکرم غلام سرور طاہر صاحب ربوہ، سوم: مکرم ناصر جاوید ہنجرا صاحب پریم کوٹ (حافظ آباد) حوصلہ افزائی: مکرم سید حمید الحسن شاہ صاحب سمبڑیال ضلع سیالکوٹ

مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام: اول: مکرم منصور احمد ظفر صاحب ربوہ، دوم: مکرم محمد امان اللہ صاحب کیلے ضلع شیخوپورہ، سوم: مکرم محمد ثناء اللہ صاحب شیخوپورہ، حوصلہ افزائی: مکرم محمد اشرف کاہلوں صاحب دارالذکر فیصل آباد، مکرم ناصر احمد صاحب چک نمبر ۲۳۲ ضلع فیصل آباد

مقابلہ تقریر: اول: مکرم عبدالکریم خالد صاحب لاہور، دوم: مکرم رانا فاروق احمد صاحب سیالکوٹ، سوم: مکرم حکیم منور احمد صاحب حافظ آباد، مکرم شیخ مامون احمد صاحب بیت الاحد لاہور

مقابلہ دینی معلومات: اول: مکرم چوہدری عبدالمجید صاحب جھنگ صدر، دوم: مکرم میاں منظور احمد غالب صاحب سرگودھا، سوم: مکرم سید عبدالکریم طاہر صاحب رسال پور ضلع نوشہرہ حوصلہ افزائی: مکرم عبدالعزیز منگلا صاحب بیت الاحد لاہور

انعامات حُسنِ کارکردگی: (۱) علمی ریلی ۲۰۰۱ نمائندگی میں اول ضلع لاہور ناظم ضلع مکرم طاہر احمد ملک صاحب۔ ضلع لاہور کے ۲۲ مجالس کے ۱۱۱۰ انصار نے ریلی میں شمولیت کی۔ (۲) نمائندگی میں اوّل زعامت علیا: بیت الاحد لاہور۔ زعیم اعلیٰ مکرم شیخ مامون احمد صاحب (۳) علمی مقابلہ جات میں مجموعی کارکردگی میں اوّل مکرم سید حمید الحسن شاہ صاحب سمبڑیال ضلع سیالکوٹ۔

(بقیہ از صفحہ ۲۷) فَاسِقَۃٌ مُلْحِدَۃٍ یَمِیْلُوْنَ اِلَی الدُّنْیا وَلَا یَعْبُدُوْ نَنِیْ شَیْئاً'' جو شخص قرآن سے کنارہ کرے گا ہم اس کو ایک خبیث اولاد کے ساتھ مبتلا کریں گے جن کی ملحدانہ زندگی ہوگی۔ وہ دنیا پر گریں گے اور میری پرستش سے ان کو کچھ بھی حصہ نہ ہوگا یعنی ایسی اولاد کا انجام بد ہوگا اور توبہ اور تقویٰ نصیب نہیں ہوگا۔'' (ریویو مباحثہ بٹالوی چکڑالوی صفحہ ۶ حاشیہ)

۶ دسمبر ۱۹۰۲ء: ''.........خواب میں خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں مندرجہ ذیل دعا القا کی گئی۔ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔ اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ اسم اعظم ہے اور یہ وہ کلمات ہیں کہ جو اسے پڑھے گا ہر ایک آفت سے اسے نجات ہوگی۔'' (الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۰)

نیز فرمایا: ''یہ دعا ایک حرز اور تعویذ ہے...... میں اس دعا کو اب التزاماً ہر نماز میں پڑھا کروں گا آپ بھی پڑھا کریں۔''

۹ دسمبر ۱۹۰۲ء: ''گذشتہ شب کو مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ سَلَامٌ عَلَیْکَ یَاءِ ابْرَاھِیْمُ پھر اس کے بعد الہام ہوا سَلَامٌ عَلٰی اَمْرِکَ صِرْتَ فَآئِزاً۔ یعنی اے ابراہیم! تجھ پر سلام۔ تیرے کاروبار پر سلامتی ہو۔ تو بامراد ہو گیا۔ (ترجمہ از مرتب) (الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۸)

۱۰۔ دسمبر ۱۹۰۲ء: ''اِنِّیْ مَعَ الْاَ فْوَاجِ اٰتِیْ'' ترجمہ از مرتب: میں فوجیں لے کر آرہا ہوں۔ (الحکم ۲۴ دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۴)

۲۴ دسمبر ۱۹۰۲ء: ''اِنِّیْ صَادِقٌ اِنِّی صَادِقٌ سَیَشْھَدُ اللّٰہُ لِیْ۔ (ترجمہ) میں صادق ہوں میں صادق ہوں عنقریب خدا تعالیٰ میری شہادت دے گا۔ (الحکم ۲۴ دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۴)

درستی اعلان نتیجہ: نتیجہ امتحان سہ ماہی دوم ۲۰۰۱ء میں درج ذیل تین انصار نے خصوصی گریڈ اے حاصل کیا تھا۔ ان کے نام سہواً شامل اشاعت نہیں ہو سکے تھے۔

(۱) مکرم محمد اکرم صاحب ٹاؤن شپ (۲) مکرم اشرف شفیع صاحب ٹاؤن شپ لاہور (۳) مکرم ملک رفیق احمد خاں صاحب جڑانوالہ

بقیہ نتیجہ امتحان سہ ماہی سوم: درج ذیل انصار نے بھی خصوصی اے گریڈ حاصل کیا۔ ان کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) مکرم سعید احمد بٹ صاحب جوہر ٹاؤن لاہور، (۲) مکرم محمد سلیم اختر صاحب سلطان پورہ لاہور، (۳) مکرم یعقوب احمد بٹ صاحب ڈرگ کالونی کراچی (۴) مکرم محمد سعید اشرف صاحب مغل پورہ لاہور

آل پاکستان علمی ریلی کے موقع پر صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب انعامات تقسیم فرما رہے ہیں



مکرم طاہر احمد ملک صاحب ناظم ضلع لاہور حسنِ کارکردگی میں اوّل (ضلع لاہور کی ۲۲ مجالس کے ۱۱۰- انصار شریک ہوئے)

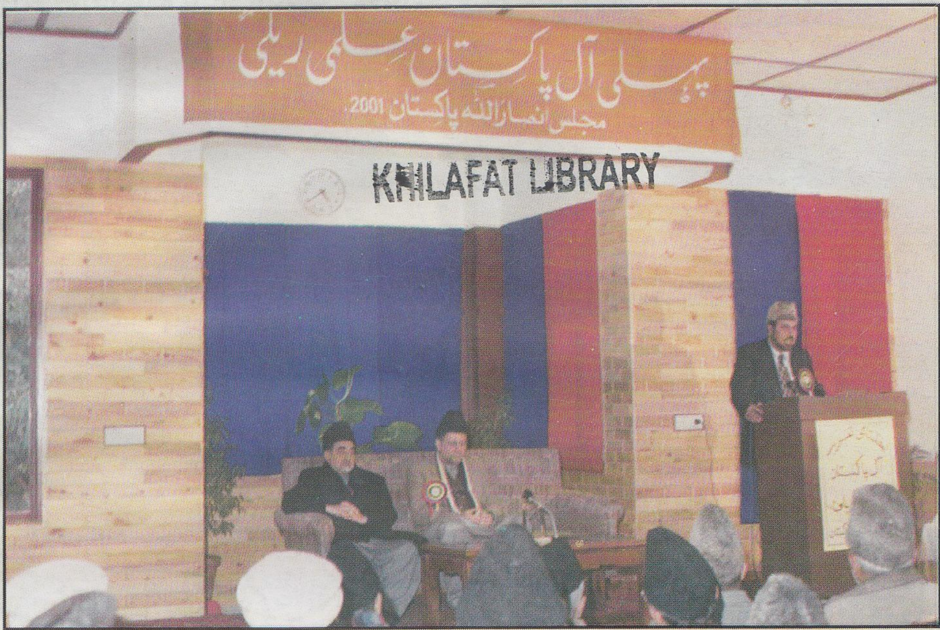


مکرم شیخ مامون احمد صاحب زعیم اعلیٰ بیت الاحد لاہور (زعامت علیا کی) نمائندگی انصار میں اوّل اور
مکرم سید حمید الحسن شاہ صاحب آف سمبڑیال (نائب ناظم ضلع سیالکوٹ) علمی ریلی کی مجموعی کارکردگی میں اوّل

Monthly **ANSARULLAH** February 2002

EDITOR: NASRULLAH KHAN NASIR Regd. # : CPL - 92

مجلس انصاراللہ کی پہلی آل پاکستان علمی ریلی ۲۰۰۱ء کی اختتامی تقریب



مہمان خصوصی صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی کی زیر صدارت مکرم قائد صاحب تعلیم رپورٹ پیش کر رہے ہیں



علمی ریلی کے سامعین کرام